جلسہ سالانہ نمبر

ماہنامہ انصار اللہ

ماہ دسمبر ۱۹۸۰ء



جماعت احمدیہ کے محبوب امام انصار اللہ کا عہد دُہرا رہے ہیں۔

ایڈیٹر: غلام باری سیف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَامُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

صفر ۱۴۰۱ھ

فتح ۱۳۵۹ ہش

دسمبر ۱۹۸۰ء

ایڈیٹر
غلام باری سیف

مُدیران اعزازی
ملک صلاح الدین صاحب بھارت   مُبارک احمد صاحب ساقی لنڈن
کمال یُوسف صاحب سیکنڈے نیویا

فہرست مضامین

پبلشر :- چوہدری محمد ابراہیم صاحب
مطبع :- ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت :- دفتر ماہنامہ انصار اللہ۔ دارالصدر جنوبی۔ ربوہ
کتابت :- مُنوّر احمد خوشنویس مُنوّر قلم۔ سرگودھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ

شمارہ ۱۲	فتح ۱۳۵۹ ہش	جلد ۲۰

هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ

خیر و برکت کا چاند

۹ نومبر کو جب دُعاؤں کے ساتھ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خدّام کو رُخصت فرمایا۔ خدّام گھروں کو روانہ ہوئے۔ تو مَیں نے دیکھا کہ مسجد اقصٰی کے سامنے گول چکرّ کے پاس مغرب کی طرف ہاتھ اُٹھائے چند نوجوان محوِ دُعا ہیں۔ سامنے آسمان پر پندرھویں صدی کا چاند نظر آرہا تھا۔

افراد اور قوموں کی زندگی میں وقت کی بڑی اہمیّت ہے۔ کون جانتا ہے کہ زندگی کے آنے والے لمحے میں کیا ہونے والا ہے۔ ایک شاعر نے چاند کو ہی دیکھ کر کہا تھا ع

يُبَشِّرُنِی الْهِلَالُ بِنَقْصِ عُمْرِیْ ❊ وَاَفْرَحُ كُلَّمَا هَلَّ الْهِلَالُ

کہ نیا چاند مجھے یہ خبر دیتا ہے کہ میری عمر کچھ اور کٹ ہوگئی۔ اور مَیں کتنا عجیب ہوں کہ نئے چاند کے طلُوع ہونے پر خوش ہوتا ہوں۔

رسُول خُدا صلے اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ نیا چاند دیکھو تو خُدا سے دُعا کرو۔ اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ۔ رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ (ترمذی ابواب الدعوات) اے اللہ یہ چاند ہم پر برکت۔ ایمان۔ سلامتی اور اسلام لے کر طلُوع ہو۔ اے چاند تیرا اور میرا پروردگار اللہ ہے۔ اور اس دُعا کا بھی ارشاد ہے جو عنوان ہے کہ خداوند یہ چاند خیر و برکت طلُوع ہو۔

یہ چاند تو پندرہویں صدی کا چاند تھا۔ آج چودہویں صدی ختم ہوئی اور پندرھویں صدی کا آغاز ہُوا۔ چودھویں صدی ہمارے لئے خیر و برکت لے کر آئی۔ کہ اِس صدی میں مہدی مبعُوث ہوئے۔ وہ موعود جن کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے صحابی ابوہریرہؓ کہا کرتے تھے۔ اگر مَیں نے اُن کا زمانہ پایا تو اُن کے ساتھ ہوں گا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی خوشخبری کی وجہ سے مَیں آگ سے آزاد ابوہریرہؓ ہوں گا۔ (نسائی)

پس یہ صدی کوئی معمولی صدی نہ تھی کہ اس میں وہ مبعوث ہُوا جس کے بارہ میں مفسرین نے لکھا کہ قرآنی آیت لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کا ظہور اُن کے عہد میں ہوگا۔ جس کے بارہ میں احادیث میں وارد ہُوا۔ وَجب علی کلّ مومن نصرہٗ او قال اجابتہ۔ کہ مومن پر اُن کی قبولیت نصرت واعانت فرض ہے۔ صلحائے اُمت۔ امام ولی اللہ شاہ محدث دہلوی۔ نواب صدیق حسن خان نے اُس موعود کی بعثت کی صدی یہی چودھویں صدی قرار دی۔ یہ صدی ہم سے رُخصت ہوئی۔ اب پندرہویں صدی کا چاند طلوع ہُوا۔ امام جماعت احمدیہ حضرت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اِس صدی کو غلبۂ اسلام کی صدی قرار دیا۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام ایک بار پھر دُنیا میں غالب ہوگا۔ صادق ومصدّق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی پیشگوئیاں پُوری ہوں گی۔ لوائے اسلام ایک بار پھر دُنیا کی ہر چوٹی پر آئے گا حضرت بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں:۔　　لوائے ماپنہ ہر سعید خواہد بود　　ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

لیکن اسلام کا غلبہ ہم سے قُربانیوں کا مُطالبہ کرتا ہے۔ یہ عظیم جدوجہد کا متقاضی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں پر نظر ڈالئے۔ انہوں نے کس طرح اپنی جان کو جوکھوں میں ڈالا۔ حضرت بانی جماعتِ احمدیہ فرماتے ہیں۔

فدم الرّجال بصدقهم فی حبّهم
تحت السّیوف اُریق کالقربان

کہ جوانمرد صحابہ نے محبّت کی راہ میں ثابت قدمی سے اپنی گردنیں تلواروں کے نیچے رکھدیں۔ فتح اسلام میں خبر دیتے ہوئے حضرت بانی جماعتِ احمدیہ فرماتے ہیں۔

"اسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا۔ جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پُورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خُون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اُس کے ظہور کے لئے نہ کھودیں۔ اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلّتیں قبول نہ کرلیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے ہمارا اس راہ میں مرنا۔" (فتح اسلام صلا۔ روحانی خزائن)

ملك الملك۔ إله العالمين۔ زمین وآسمان کے مالک۔ گردشِ دوراں کے متصرف۔ تو سچے وعدوں والا ہے۔ ہم کمزور اور خطا کار ہیں۔ ہمیں اس غلبہ کی خاطر جدوجہد کی توفیق عطا فرما۔ اور ہماری اِن کوششوں میں برکت ڈال کہ سب قُدرتیں تجھے ہی حاصل ہیں۔

سے　زما خدمت آید خدائی ترا است

دُعاؤں کے مورد

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کی بُنیاد حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے مُبارک ہاتھوں سے رکھی گئی۔ اس جلسہ میں شمولیت کی تاکید فرماتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ جلسہ میں شامل ہونے والوں کیلئے حضرت بانی سلسلہ اپنے خُدا سے ان الفاظ میں دُعا فرماتے ہیں:۔

"ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خُدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو۔ اور ان کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے۔ اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے۔ اور ان کے ہم و غم دُور فرماوے اور ان کو ہر تکلیف سے مخلصی عنایت کرے۔ اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے۔ جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتامِ سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خُدا۔ اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم و مشکل کشا۔ یہ تمام دُعائیں قبول کر۔"
اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء

ہمارے اس جلسہ میں حضرت امام جماعتِ احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جماعت سے خطاب فرماتے ہیں حضور کی زیارت اور خطاب سے افرادِ جماعت اپنے اندر ایک نئی زندگی، نیا جوش، نیا ولولہ محسوس کرتے ہیں۔ ان ایام میں خصوصی دعاؤں کا موقعہ ملتا ہے۔ ان ایام میں اللہ تعالیٰ کے افضال و احسانات کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ ہم نئے ایمان سے گھروں کو لوٹتے ہیں۔ لیکن اللہ کے افضال کا مورد بننے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ان ایّام سے کماحقہٗ فائدہ اٹھائیں یہ دن دُعاؤں۔ ذکرِ الٰہی۔ تسبیح و تہلیل اللہ تعالیٰ کے نشانات پر غور کرنے میں گزاریں۔ ہم اپنا پُورا وقت دینی باتوں کے سُننے میں گزاریں۔ اور اس وقتِ عزیز کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ کریں۔ جن اغراض کے لئے حضرت بانی جماعتِ احمدّیہ نے یہ جلسہ منعقد فرمایا تھا انہیں اپنی آنکھوں کے سامنے رکھیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بُنیاد ہے۔"

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اس جلسہ کے لئے سفر کرنے والوں کا خُدا حامیٔ و ناصر ہو۔ ان کے اہل و عیال کا متکفّل ہو۔ وہ حضور کی اس دُعا کا مورد بنیں۔ وہ پاکیزہ جذبات، نیک تمنّاؤں سے اس میں شریک ہوں اور ایمان و اخلاص کی متاعِ گرانمایہ اور اللہ کے فضلوں سے اپنے دامن کو بھر کر واپس ہوں۔ آمین یارب العالمین

غموں کا ایک دن اور چار شادی

ماہِ نومبر میں خاندانِ حضرت بانی جماعت احمدیّہ میں پانچ پُرمسرّت تقریبات وقوع میں آئیں۔ سیّدنا حضرت ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے صاحبزادہ مرزا لقمان احمد کے نکاح کا اعلان صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر انصار اللہ کی صاحبزادی سے فرمایا۔ صاحبزادہ مرزا مُبارک احمد صاحب کے بیٹے خالد تسلیم احمد کی شادی صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی۔ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی دوسری صاحبزادی کا رخصتانہ مرزا سفیر احمد صاحب بن مرزا منیر احمد صاحب سے عمل میں آیا۔ صاحبزادہ مرزا مُنوّر احمد صاحب کے بیٹے مرزا مظفر احمد کے نکاح کا اعلان سیّد میر داؤد احمد مرحوم کی صاحبزادی سے اور قمر سُلیمان ابن سیّد میر داؤد احمد مرحوم کے نکاح کا اعلان ریٹائرڈ بریگیڈیئر وقیع الزمان کی صاحبزادی سے حضرت

ایدہ اللہ نے فرمایا۔

اس موقعہ پر ہم حضرت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ صاحبزادہ مرزا مُبارک احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا منوّر احمد صاحب صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب، مرزا منیر احمد صاحب۔ بیگم میر داؤد احمد صاحب اور وقیع الزمان صاحب کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔

اور حضرت بانی جماعت احمدیہ کے ہمنوا ہو کر اپنے خُدا سے ملتجی ہیں ؎

میرے مولیٰ میری یہ اِک دُعا ہے　　تیری درگاہ میں عجز و بکا ہے
وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے　　زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے
میری اولاد تیری عطا ہے　　ہر ایک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تیری قدرت کے آگے روک کیا ہے　　وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

آمِیْن یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن۔

لوگ کیوں راستے بدلتے ہیں

سارے ارمان کب نکلتے ہیں
آپ بیکار ہاتھ ملتے ہیں

کیسا موسم یہ کیسا وقت آیا
در و دیوار آگ اُگلتے ہیں

مہرباں ہو جو مالک تقدیر
لکھّے تقدیر کے بھی ٹلتے ہیں

درِ جاناں تو سیدھی راہ یہ ہے
لوگ کیوں راستے بدلتے ہیں

نسلِ آدم نہیں ہے شعلہ بدن
پھر بھی اِک دوسرے سے جلتے ہیں

آئیے آپ اور ہم دونو
ہاتھ میں ہاتھ دے کے چلتے ہیں

عبدُالمنان ناہید

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

حضرت جابرؓ روایت فرماتے ہیں مَیں نے رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا آپ فرماتے تھے۔
افضل الذِکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وافضل الدعاء الحمد للّٰہ

(ترمذی ابواب الدعوات)

کہ سب سے افضل ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہے اور سب سے افضل دُعاء الحمد للّٰہ ہے۔
اِس حدیث کا پہلا فقرہ تو آپ اکثر مساجد کے پیشانی پر بھی لکھا دیکھتے ہوں گے۔
بُخاری کی ایک روایت ہے حضرت انسؓ راوی ہیں کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین بار اس حدیث کو دہرایا کہ جس کے دل میں ذرّہ بھر بھی نیکی ہوگی اور اُس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا ہوگا اُسے جہنّم سے نکال لیا جائے گا۔

(بخُاری کتاب الایمان)

اور کتابُ العلم میں امام بخاری یہ حدیث لائے۔ ابوہریرہؓ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کی یارسُول اللہ قیامت کے دن سب لوگوں میں آپ کی شفاعت کا مستحق کون ہوگا۔ تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ابوہریرہؓ میرا یہی خیال تھا کہ حدیث کے شوق کی وجہ سے تو ہی مجھ سے یہ حدیث پوچھے گا۔ میری شفاعت کا مستحق وہ خوش نصیب ہوگا۔ من قال لا اِلٰہَ خالصًا من قبلہ او نفسہٖ۔ جس نے دل وجان کی گہرائیوں سے لَآ اِلٰہَ الا اللّٰہ کہا۔

(کتاب العلم باب الحرص علی الحدیث)

ایک اور حدیث ہے اُس کے راوی بھی حضرت ابوہریرہؓ ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا من قال لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دخل الجنّۃ کہ جس نے لا اِلٰہَ اِلا اللّٰہ کہا وہ جنّت میں جائے گا۔ اور یہ بھی آتا ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جنّت کی کلید ہے۔
مختلف اذکار کی فضیلت جو احادیث میں آئی ہیں ان کا شارحین حدیث نے یہی مفہوم بیان کیا کہ اس مفرد ذکر کا یہ خاصہ ہے۔ یہ یقین کہ صرف اتنا کہہ لینے کے بعد ہم جنّت میں چلے جائیں گے۔ اب جو چاہیں کریں۔ اس سے باقی کا انکار مقصود نہیں۔ یہ تو اس ذکر کی فضیلت ہے کہ خدا کی توحید کا اقرار۔ اور تمام جھوٹے معبودوں کی نفی اسلام کا مقصود ہے۔ اور اس توحید کے مُعلّم وہی رسُول بطحا تھے جن کا اقرار الفاظ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ میں ہے۔

◎

تبصرہ

صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے کتاب "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم" پر تبصرہ فرماتے ہوئے سیرتِ رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بارہ میں نہایت قیمتی نکات بیان فرمائے ہیں اسلئے آپ کے الفاظ من وعن اس شمارہ میں دیئے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

استاذی المکرم مولانا غلام باری صاحب سیفؔ کی نہایت پیاری تصنیف "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم" اسوقت میرے پیشِ نظر ہے آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت کا مضمون ہی بے حد پیارا ہے اس لئے قطع نظر اس کے کہ لکھنے والے کا معیار کیا ہے غُلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم سے جو بھی اس مضمون پر قلم اٹھائے محبّانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اسکی تحریر اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ تاہم اگر فنّی زاویہ نگاہ سے دیکھا جائے اور گہرے فکر سے کام لیا جائے تو اسمیں قطعاً کوئی شک نہیں رہتا کہ سیرت کے مضمُون کو نبھانا کوئی آسان کام نہیں خصُوصًا سیرت نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حق ادا کرنا اگر محال نہیں تو بے حد مشکل ضرور ہے۔ اس عظیم المرتبت بے مثل وجود کی سیرت "ذٰلک الکتاب" کا سا رنگ رکھتی ہے اور اس کی کنہہ اور معرفت تک پہنچنے کیلئے بھی لَا یمسّہ الّا المطھرون کا قانون نافذ العمل ہے پس سیرت کی بیشمار کُتب اگرچہ ایک ہی پیکرِ حسن و احسان سیّد ولدِ آدم حضرت محمد مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کے وجود پاک پر لکھی گئی ہیں لیکن موضوعِ سخن ایک ہونے کے باوجود یہ سب سخن الگ الگ رنگ اور الگ معیار رکھتے ہیں جن کے مقامات زمین سے لیکر ثریّا تک پھیلے ہوئے ہیں بمقام ثریّا پر فائز حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سیرت نگاری کا تو رنگ ہی سب سے جُداگانہ اور اس طرح روحانیّت میں ڈوبا ہُوا اور عشق میں سرتاپا غرق ہے کہ اسکی کوئی نظیر کہیں دکھائی نہیں دیتی۔

عُلمائے سلسلہ میں سے مولٰنا غلام باری صاحب سیفؔ بالخصوص سیرت نگاری کا ایک خاص ملکہ رکھتے ہیں اور اس موضوع پر آپ کی تحریر و تقریر کو قبولیّت عامہ حاصل ہے۔ زیرِ نظر کتاب سیرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے موضوع پر آپ کے بہت سے مضامین اور تقاریر کا مجمُوعہ ہے۔ جو مضمون کے اعتبار سے عملاً دو حصّوں میں بٹی ہوئی ہے۔ نصف اول سوانح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر اور نصف آخر سیرت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر مشتمل ہے۔ آپ کا اسلوب بیان سادہ اور سلیس اور بڑا دلپذیر ہے اور بچّوں سے لیکر بڑوں تک ہر عُمر اور ہر سطحِ علم کے لوگ اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ ۲۸۰ صفحات کی اس کتاب کی کتابت اور طباعت اچھّے معیار کی ہے اور ھدیہ صرف بارہ ۱۲ روپے ہے جو فی زمانہ مروجّہ قیمتوں کے لحاظ سے ایک بہت معمُولی ہدیہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس گرانقدر تصنیف سے ہر احمدی کو استفادہ کرنا چاہیئے بلکہ اپنے غیر از جماعت دوستوں میں بھی اس کی اشاعت کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اللہ تعالٰی مولانا غلام باری سیفؔ صاحب کو اس پاکیزہ تصنیف پر حسنات دارین عطا فرمائے اور لمبی صحت و عافیّت والی خوبیوں سے معمُور زندگی اور بیش از بیش خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ آمین۔

والسّلام

مرزا طاہر احمد

عجب نوریست درجانِ محمدؐ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان میں ایک عجیب نور ہے

عجب نوریست در جانِ محمدؐ
عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان میں ایک عجیب نور ہے
محمدؐ کی کان میں ایک عجیب و غریب لعل ہے

زظلمتہا دلے آنگہ شود صاف
کہ گردد از محبانِ محمدؐ

دل اس وقت ظلمتوں سے پاک ہوتا ہے
جب وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں میں داخل ہو جاتا ہے

عجب دارم دل آں ناکساں را
کہ رو تابند از خوانِ محمدؐ

میں اُن نالائقوں کے دلوں پر تعجب کرتا ہوں
جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان سے منہ پھیرتے ہیں

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم
کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

دونوں جہانوں میں کسی شخص کو نہیں جانتا
جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سی شان و شوکت رکھتا ہو

خدا زاں سینہ بیزار است صد بار
کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ

خدا اس دل سے سخت بیزار ہے
جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کینہ رکھتا ہو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و اُمی کی محبت و اتباع کے بغیر خدا کا قرب نصیب نہیں ہو سکتا۔ اللہ کی محبت کے حصول کیلئے اب حبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم شرط اوّلین ہے۔ بانی سلسلہ عالیہ جماعت احمدیہ کا کلام اردو عربی فارسی نظم و نثر میں۔ اسی حقیقت کی عکاسی کرتا ہے۔ دل کی گہرائیوں سے نکلا ہوا کلام دلوں پر اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ ضرورت ہے کہ اس کلام کو خود پڑھا جائے۔ اور دوسروں کو پڑھایا جائے۔

جماعتِ احمدیّہ کی ۹۱ سالہ مختصر تاریخ

۱۸۸۹ء تا ۱۹۸۰ء

(مُرتب یوسف سُہیل صاحب نائب ایڈیٹر الفضل)

۱۸۸۹ء ۲۳ مارچ کو بیعت اولیٰ ہوئی اور جماعتِ احمدیّہ کی بُنیاد رکھّی گئی۔ حضرت احمد جانؓ کے مکان واقع محلّہ جدید لدھیانہ میں چالیس افراد نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حضرت اقدس مسیح موعود جاب بڑی دیر سے بیعت لینے کیلئے کہہ رہے تھے مگر حضُور کا ارشاد تھا کہ جب تک میں خُدا تعالیٰ کی طرف سے مامور نہ ہو جاؤں بیعت نہ لوں گا۔ چنانچہ ۱۸۸۸ء کی پہلی سہ ماہی میں حضور کو الہاماً بیعت لینے کا حکم ہُوا حضُور نے اس مقصد کے لئے اسی سال یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو ایک اشتہار "تکمیل تبلیغ وگذارش ضروری" کے نام سے شائع کیا اس میں بیعت کی دس شرائط تجویز کیں اور اپنے خُدّام کو ہدایت کی کہ استخارہ مسنونہ کے بعد بیعت کے لئے آئیں اس کے بعد حضور قادیان سے لدھیانہ تشریف لے گئے اور اپنے قدیمی رفیق حضرت صوفی احمد جان کے مکان پر فروکش ہوئے۔ جہاں سے آپ نے ۴ مارچ ۱۸۸۹ء کو ایک اور اشتہار دیا اور احباب کو ہدایت فرمائی کہ وہ بیعت کرنے کے لئے ۲۰ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ پہنچ جائیں۔

حضرت اقدس ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو بیعت لینے کیلئے ایک کچّی کوٹھڑی میں، جو بعد ازاں دار البیعت کے نام سے موسوم ہوئی، بیٹھ گئے اور دروازے پر حضرت حافظ حامد علی صاحب کو مقرر فرمایا اور انہیں ہدایت دی کہ جس جس کو میں کہتا جاؤں اسے بُلاتے جاؤ۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت مولانا نُور الدّین صاحب نے . . . . بیعت کا شرف حاصل کیا اس کے بعد میر عباس علی، شیخ محمد حسین صاحب خوشنویس مراد آبادی چوتھے نمبر پر مولوی عبد اللہ صاحب سنوری پانچویں نمبر پر مولوی عبد اللہ صاحب ساکن تنگی علاقہ چارسدّہ نے بیعت کی۔ اس کے بعد حضور نے غالباً منشی اللہ بخش صاحب کا نام لیکر بُلایا اور اس کے بعد شیخ حامد علی صاحب سے کہہ دیا کہ خُود ہی افراد کو بھیجتے رہیں چنانچہ غلبہ اسلام

کی عالمگیر مہم کی بنیادی اینٹ کے طور پر اس روز چالیس افراد نے بیعت کی۔

۱۸۹۰ء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے مسیحیت کا دعویٰ فتح اسلام اور توضیح مرام کی اشاعت

۱۸۹۱ء مولوی محمد حسین بٹالوی ـــــــ نے حضرت مسیح موعود کے خلاف ہندوستان بھر کے علماء سے کفر کا فتویٰ حاصل کرکے شائع کیا۔

- انگریزی حکومت کے زوال کے متعلق الہام،

سلطنت برطانیہ تا ہشت سال ❊ بعد ازاں ایّام ضعف واختلال

- علماءِ وقت کو ایک اشتہار کے ذریعے حضرت مسیح موعود کی طرف سے تحریری مباحثے کی دعوت۔ ۲۶ مارچ
- مولوی غلام نبی صاحب ساکن خوشاب کی بیعت کا ایمان افروز واقعہ
- مباحثہ "الحق" لدھیانہ۔ یہ تحریری مباحثہ حضرت اقدسؑ اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے درمیان ہوا۔ ۲۰ تا ۲۹ جولائی
- وفات مسیحؑ پر حضرت مسیح موعود کی پہلی زبردست کتاب ازالہ اوہام کی اشاعت۔
- دجّال اور یاجوج ماجوج کے فتنہ کی وضاحت ازالہ اوہام میں کہ قرآن کریم مغربی اقوام کے جس سیاسی فتنہ کو یاجوج ماجوج کہا گیا ہے حدیث میں اسی کے مذہبی پہلو کو دجال کہا گیا ہے۔
- **توفّی** کے لفظ کے معنی قبض روح ہونے کی صداقت کے حق میں ایک ہزار روپے کا چیلنج ـــــ اور اس بات کے لئے ایک ہزار روپے کا چیلنج کہ حدیث وقرآن میں جہاں کہیں دجّال کا لفظ استعمال ہوا ہے وہ صرف دجّال معہود کے لئے ہے۔

(حضرت اقدس کے یہ چیلنج قبول کرنے کی جرأت آج تک کسی کو نہیں ہوئی) (ازالہ اوہام)

- ازالہ اوہام میں یہ عظیم انکشاف کہ مسیح اور مہدی ایک ہی وجود ہیں۔
- جامع مسجد دہلی میں (شیخ الکل) مولوی نذیر حسین سے مباحثہ کی کوشش۔ ۲۰ اکتوبر
- مولوی محمد بشیر صاحب سے دہلی میں تحریری مباحثہ "الحق دہلی"۔ ۲۳ اکتوبر
- تمام علماء کو روحانی مقابلہ کی دعوت۔ آسمانی فیصلہ کی اشاعت۔
- پہلا جلسہ سالانہ۔ جو ۲۷ دسمبر کو ایک روز جاری رہا اور جس میں صرف ۷۵ احباب شامل ہوئے۔ جلسہ کی کارروائی بعد از نماز ظہر شروع ہوئی سب سے پہلے مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے حضرت اقدس کی تازہ تصنیف نشان آسمانی پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد کچھ بحث ہوئی جس کے بعد جلسہ ختم ہوگیا۔ اختتام پر حضرت اقدسؑ نے سب دوستوں سے مصافحہ کیا۔
- ڈاکٹر علّامہ سر محمدؐ اقبال کے والد صاحب شیخ نور محمدؐ صاحب کی بیعت۔

۱۸۹۲ء مکفّر علماء کو حضرت مسیح موعود کی طرف سے پہلی دعوت مباہلہ۔ کوئی عالم مقابلہ پر نہ آیا۔ ۱۰ دسمبر

۱۸۹۳ء آئینہ کمالات اسلام کی اشاعت۔ اس میں اہم موضوعات مقام فنا، بقا، لقا، روح القدس کی دائمی رفاقت اور ملائک و جنّات

کے وجود کے ثبوت پر جدید زاویہ نگاہ سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

- نبیٔ پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں قصیدہ ــــــ یاعین فیض اللہ والعرفان کی تخلیق۔
- ملکہ وکٹوریہ کو دعوتِ اسلام ۔ آئینہ کمالات اسلام میں خط
- سرزمین بہاولپور کے مشہور صاحبِ کشف صُوفی بزرگ حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف والوں کی طرف سے ملکہ وکٹوریہ کو دعوتِ اسلام دینے پر حضرت مسیح موعود کو خراجِ تحسین۔
- شاتم رسول پنڈت لیکھرام کی موت کے بارے میں پیشگوئی کہ یہ عذاب اس پر چھ سال کے عرصے میں آئے گا۔ یہ دن عید کے دن سے ملا ہُوا ہوگا۔ اور وہ "تیغ بران محمدؐ" سے کیفرِ کردار کو پہنچے گا۔
- قمرالانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی ولادت ۔ ۲۰ اپریل
- سرسیّد احمد خان کے دُعا پر اعتراضات کے جواب میں رسالہ "برکات الدعا" کی اشاعت۔
- "حجۃ الاسلام" اور "سچائی کا اظہار" کی اشاعت۔ اس میں محمد حسین بٹالوی کے متعلق پیشگوئی کہ یہ مرنے سے قبل میرا مومن ہونا تسلیم کرلیں گے۔
- حضرت اقدس اور عیسائی مناظر عبداللہ آتھم کے درمیان مشہور مباحثہ بنام "جنگ مقدس" امرتسر میں مسٹر ہنری مارٹن کلارک کی کوٹھی پر ہُوا مُسلمانوں کی طرف سے مُنشی غلام قادر فصیح (وائس پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی سیالکوٹ) اور عیسائیوں کی طرف سے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے صَدر کے فرائض سرانجام دیئے۔ حضرت اقدس کے ہمراہ معاونین کے طور پر حضرت مولانا نُورالدّین مولانا سیّد محمد احسن اور شیخ اللہ دیا صاحب لُدھیانوی تھے۔ اور عیسائی مناظر آتھم کے مُعاونین میں پادری جے ایل ٹھاکرداس پادری عبداللہ اور پادری ٹامس ہاول قرار پائے۔ حضُور ۲۲ مئی تا ۵ جُون یہ مباحثہ بہت کامیاب رہا اور اختتام پر کرنل الطاف علی خان انیس کپور تھلہ جو عیسائی ہوچکے تھے دوبارہ مُسلمان ہوگئے۔
- مباحثے کے آخری دن حضور نے خدا سے علم پاکر مخالف باطل فریق کے لئے یہ زبردست پیشگوئی فرمائی کہ اس بحث میں جو فریق عمداً جھُوٹ کو اختیار کر رہا ہے وہ پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ اور اس کو سخت ذلّت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجُوع نہ کرے۔ یہ ہیبت ناک پیشگوئی سُن کر آتھم کا رنگ فق ہوگیا۔ چہرہ زرد ہوگیا۔ اور ہاتھ کانپنے لگے اور اُس نے بلاتوقف اپنی زبان مُنہ سے نکالی اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر توبہ اور شرمندگی سے بار بار کہا کہ توبہ توبہ میں نے بے اَدبی اور گُستاخی نہیں کی اور میں نے آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کو ہرگز دجّال نہیں کہا۔
- تحفہ بغداد کی تصنیف۔ حضور کے رسالہ التبلیغ کو پڑھ کر بغداد کے ایک شخص سیّد عبدالرّزاق قادری نقشبندی نے حیدرآباد سے ایک عربی اشتہار شائع کیا جس میں نہایت دریدہ دہنی سے کام لیا۔ اس کے جواب میں حضور نے اصل اشتہار اور مکتوب درج کرکے نہایت فصیح وبلیغ عربی میں اس کا جواب دیا۔

- کرامات الصادقین کی اشاعت۔ محمدّ حسین بٹالوی پر اتمام حجت کیلئے فصیح و بلیغ عربی میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر اور آنحضرتؐ کی مدح میں چار قصائد۔
- شہادت القرآن کی اشاعت۔ قرآن کریم سے حضور کے دعاوی کا ثبوت۔
- قادیان کی طرف مستقل رنگ میں ہجرت کا آغاز۔ حضور کے دعویٰ مسیحیت کے بعد سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اوّل المہاجرین حضرت مولانا نُورالدّین　　　تھے بعدازاں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور دوسرے بزرگوں نے ہجرت کی۔

۱۸۹۴ء حمامۃ البشریٰ کی اشاعت۔ مکّہ کے ایک احمدی الشیخ محمد بن احمد مکّی کی تحریک پر اہلِ مکّہ اور دیگر اہلِ عرب کیلئے حضور کی معرکۃ الآرا تصنیف یہ تصنیف بلا دِ عربیہ میں مُفت تقسیم کی گئی۔

- نورالحق (حصّہ اوّل) کی اشاعت پادری عمادُالدّین کی کتاب "توزین الاقوال" کے جواب میں فصیح و بلیغ عربی میں حضور کی تصنیف، حضور نے چیلنج دیا کہ پادری عمادالدین اور دوسرے تمام پادری مل کر تین ماہ کے اندر اس کتاب کا جواب لکھ دیں تو انہیں پانچ ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔ اگر وہ جواب نہ لکھ سکیں اور نہ ہی آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کی توہین سے باز آئیں تو خُدا کی ان پر ہزار بار لعنت ہو۔
- چاند گرہن کا نشان ظاہر ہُوا۔ ۲۰ مارچ
- سُورج گرہن کا نشان ظاہر ہُوا۔ ۶ اپریل

اگلے سال امریکہ میں بھی مجوزہ تاریخوں کو گرہن لگا۔ انجیل متی باب ۲۴ آیت ۲۹ میں اور آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کی حدیث بحوالہ دار قطنی جلد اوّل صفحہ ۱۸۸ مطبع انصاری دہلی میں یہ پیشگوئی درج ہے کہ "ہمارے مہدی کی تائید کیلئے دو نشان مقرر ہیں جو زمین و آسمان کی پیدائش سے اب تک کسی مدعی کی صداقت کے لئے ظاہر نہیں ہوئے اور وہ یہ کہ چاند کو رمضان میں (گرہن کی راتوں میں سے) پہلی رات یعنی تیرھویں تاریخ کو اور سُورج کو (گرہن کی تاریخوں میں سے) درمیانی تاریخ کو یعنی اٹھائیسویں کو گرہن لگے گا۔ اور جب سے یہ کائنات پیدا ہوئی ہے کسی مُدعی (مہدویت) کے وقت میں نہیں ہُوا۔ علاوہ ازیں حضرت نعمت ولی اللہ اور بعض گذشتہ عُلماء مولوی محمد حافظ لکھوکے نے بھی خسوف کسوف کے ظہور کی اطلاع دی تھی۔ مُلتان کے ایک مشہور ولی کامل حضرت شیخ محمدّ عبدالعزیز پہاروی نے از روئے الہام یہ خبر دی تھی کہ یہ نشان ۱۳۱۱ھ میں ظاہر ہوگا۔ اس کے مشاہدہ کے لئے سائنسدانوں نے ہندوستان میں خاص رصدگاہ تعمیر کی اور امریکہ یورپ اور دیگر ممالک سے بہت سے ماہرین فلکیات اسے دیکھنے آئے۔ تمام اسلامی ممالک خصُوصاً مکّہ مکرمہ میں بہت خُوشیاں منائی گئیں کہ اب امام مہدی پیدا ہو گئے اور اب اسلام کی ترقی کا دَور آگیا۔

- نُورالحق (حصّہ دوم) کی اشاعت۔ کسوف و خسوف کے نشان پر اعتراضات کا جواب اور یہ دعویٰ کہ یہ نشان خدا تعالیٰ نے تاریخ

عالم میں سے کوئی ایک ہی مثال پیش کردو کہ کسی شخص نے خدا کی طرف سے ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور پھر اس کے زمانہ میں رمضان اِن معیّن تاریخوں کو گرہن لگا۔ اگر ایسی مثال پیش کر سکو تو ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا ـــــ مگر کوئی شخص ایسی نظیر پیش نہ کر سکا۔

- "اتمام الحجّۃ" کی اشاعت۔ امرتسر کے مشہور مخالف مولوی رسل بابا کی کتاب "حیات المسیح" کا مسکت جواب۔
- "سرّ الخلافۃ" کی اشاعت۔ حضورؑ نے حکم و عدل کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے مسئلہ خلافت پر فیصلہ کن رنگ میں روشنی ڈالی۔
- آتھم کی ہلاکت کے لئے ایک سال کی مقررمیعاد گذر جانے پر جب آتھم زندہ رہا تو احمدیّت کے خلاف بڑا شور و شغب برپا ہوا اس پر حضورؑ نے ایک اشتہار میں بتایا کہ آتھم حق کی طرف رجُوع کر چکا ہے۔ اس لئے موت سے بچ گیا۔ اگر یہ بات صحیح نہیں تو آتھم کو چیلنج دیا جاتا ہے کہ وہ قسم اٹھا کر کہہ دے کہ اس نے حق کی طرف رجُوع نہیں کیا تو اُس کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ ۹ستمبر
- آتھم کی طرف سے قسم کا جواب نہ آنے پر مزید ایک اشتہار چھاپا گیا جو کہ دس ہزار کی تعداد میں طبع ہوا اور اس میں انعامی رقم کی مقدار ایک ہزار سے بڑھا کر دو ہزار روپے کر دی گئی۔ مگر آتھم نے قسم نہ کھائی۔ ۲۰ستمبر
- حضورؑ نے انعامی رقم کو بڑھا کر تین ہزار روپے کر دیا۔ ۵ اکتوبر
- انعامی رقم چار ہزار روپے تک بڑھا دی گئی۔ ۲۷ اکتوبر
- ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو آتھم ہلاک ہو گیا۔ جب بار بار کہنے پر بھی آتھم نے قسم نہ کھائی تو حضورؑ نے ایک اور اشتہار جاری کیا جس میں فرمایا "اب اگر آتھم صاحب قسم کھالیں تو وعدہ ایک سال قطعی اور یقینی ہے جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں اور تقدیر مبرم ہے اور اگر قسم نہ کھاویں تو پھر بھی خدا تعالےٰ ایسے مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑے گا جس نے حق کا اخفاء کر کے دُنیا کو دھوکا دینا چاہا۔"
- حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف والوں کے سامنے کسی نے ذکر کیا کہ آتھم میعاد کے بعد مرا ہے۔ تو فرمایا کہ اس بات کی کیا پرواہ ہے میں جانتا ہوں کہ آتھم انہی (حضرت مسیح موعود) کی دُعا سے مرا ہے۔" جس وقت آتھم کے زندہ بچ جانے پر شُور برپا تھا تو نواب بہاولپور نواب صادق محمد خان صاحب کے دربار میں اس بات کا چرچا ہوا کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ جب اُس مذاق اور ہنسی میں خود نواب صاحب بھی شامل ہو گئے تو حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ جو کہ کافی دیر سے خاموش بیٹھے سُن رہے تھے جوش میں آ گئے اور فرمانے لگے "کون کہتا ہے کہ آتھم زندہ ہے۔ مجھے تو اس کی لاش نظر آ رہی ہے۔"

ستمبر ۱۸۹۴ء انوار الاسلام	یہ تینوں کُتب حضُور علیہ السّلام نے اس اہم پیشگوئی کی وضاحت کے لئے وقتاً فوقتاً تصنیف فرمائیں۔
مئی ۱۸۹۵ء ضیاء الحق	
جنوری ۱۸۹۷ء انجام آتھم	

- عیسائیوں کی ایک عالمی کانفرنس میں جو کہ لندن میں منعقد ہوئی احمدیّت کے بارے میں تشویش کا اظہار۔
- حضرت مسیح موعود ـــــ کے خلاف ایک سیاسی محاذ سول اینڈ ملٹری گزٹ (۲۴ اکتوبر ۱۸۹۴ء) کا مضمون جس میں

حضور کو خطرناک اور فتنہ پرور شخص قرار دیا گیا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کو بھی حکومت کا انتباہ۔

۱۸۹۵ء قادیان میں ضیاء الاسلام پریس، مطب حضرت خلیفۃ اوّل اور کتب خانہ کا قیام۔

- حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی الہامی بشارت کے موجب پیدائش۔ ۲۴ مئی
- "منن الرحمٰن" کی اشاعت۔ اس میں حضورؑ نے یہ دعوے کیا کہ عربی زبان ام الالسنہ ہے اس سلسلے میں حضورؑ نے پانچ ٹھوس دلائل دیئے۔
- حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے سفر کشمیر اور مزار کا انکشاف۔
- نُورالقرآن حصّہ اوّل کی اشاعت۔ آنحضرت صلّے اللہ وسلّم کی نبوّت پر ضرورتِ زمانہ کی شہادت۔ ۱۵ جُون
- نُورالقرآن حصّہ دوم۔ آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کے خلاف ایک پادری فتح مسیح (فتح گڑھ ضلع گورداسپور) کے اخلاقی اعتراضات کا جواب اور انجیل کے ذریعے مسیح کی اخلاقی تصویر کشی۔ ۲۰ دسمبر
- "ست بچن" کی اشاعت اور علمی اور مذہبی دُنیا میں یہ تہلکہ خیز انکشاف کہ سکھ مذہب کے بانی حضرت باباگورو نانک مُسلمان تھے اس انکشاف کی بنیاد حضور کے ایک کشف پر تھی جس میں حضور کو بتایا گیا کہ بابا نانک مُسلمان تھے۔ اس اثناء میں حضور کو پتہ چلا کہ قادیان سے چند میل کے فاصلے پر ڈیرہ بابا نانک میں حضرت بابا نانک کا ایک چولہ (کُرتہ) موجود ہے جس پر آیات قرآنی اور کلمہ طیبہ تحریر ہے اس پر حضور نے اپنے خدام کا ایک گروپ بھجوایا جنہوں نے واپس آکر حضور کو رپورٹ دی۔ بعد ازاں حضور خود تشریف لے گئے آپ کے ہمراہ دس دیگر افراد تھے۔ ان سب احباب نے چولے کے محافظوں کو رقم دے دلا کر یہ سارا چولہ دیکھ لیا جس پر جا بجا آیات قرآنی لکھی تھیں۔ حضور نے یہ بھی لکھا کہ نہ صرف بابا نانک نے عظیم مُسلمان بزرگوں کے مزاروں پر چلّہ کشی کی بلکہ مکّہ معظمہ جاکر حج بھی کیا۔
- "آریہ دھرم" کی اشاعت۔ قادیان کے آریاؤں کی دشنام دہی کے جواب میں آریہ مذہب کے بطلان کا اظہار اور اسلام کی عظیم اخلاقی تعلیم کی وضاحت۔
- ناموسِ رسُول خدا صلّی اللہ علیہ وسلم کے دفاع اور مذہبی مباحثات کے لئے ایک آئینی تحریک ایک اشتہار میں حضور نے حکومت کو تجویز پیش کی کہ حکومت تعزیراتِ ہند کی دفعہ ۲۹۸ میں ترمیم کرکے یہ باتیں بھی شامل کرے کہ :۔

اوّل :۔ وہ ایسا اعتراض کسی دوسرے فرقہ پر نہ کرے جو خود اس کی الہامی کتاب یا پیشوا پر وارد ہوتا ہو۔

دوم :۔ دوسرے فرقہ کی صرف انہی کتابوں پر اعتراض کرے جو اس کے نزدیک مسلّم ہوں۔ ۲۲ دسمبر

- اس تجویز پر نواب محسن الملک سیّد مہدی علی خان کی تائید۔ محمد حسین بٹالوی کی مخالفت۔

۱۸۹۶ء ○ تعطیل جمعہ کی تحریک۔ وائسرائے ہند کے نام حضورؑ کا اشتہار۔ محمد حسین بٹالوی کی طرف سے حسبِ معمول مخالفت۔

- امیر کابل امیر عبدالرحمٰن کے نام تبلیغی خط۔ یہ خط حضرت مولوی عبدالرحمٰن خان شہید لیکر گئے۔
- ہندوستان کے چوٹی کے عُلماء اور سجادہ نشینوں کو حضورؑ کی طرف سے مباہلے کی دعوت اور ایک سال کی مُدّت کا تعیّن کہ جو شخص جھوٹا ہو وہ ایک سال کے اندر اندر سچّے کی زندگی میں مرجائے۔
- مباہلہ کی دعوت کے جواب میں حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف والے کا حضرت مسیح موعود کو عقیدت مندانہ جواب۔

۲۷ رجب ۱۳۱۴ھ - جنوری

حضرت پیر صاحب العلم سندھ جن کے مریدوں کی تعداد سندھ میں ایک لاکھ سے متجاوز تھی، اس دعوتِ مباہلہ کے جواب میں حضرت مسیح موعود کی تصدیق کی۔ اور بتایا کہ ان کو خواب میں آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم نے بتایا ہے کہ حضرت مسیح موعود سچّے ہیں۔

- جلسہ مذاہب عالم لاہور جو کہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر کو ہُوا۔ اس میں حضور کا مضمون اسلامی اصُول کی فلاسفی سب سے کامیاب اور بالا رہا۔ اس جلسے میں تمام مذاہب کے لوگوں نے شرکت کی اور اسلام، عیسائیت، سناتن دھرم، آریہ سماج اور سکھ مذہب کے عُلماء نے تقاریر کیں اور پانچ سوالوں کا جواب دیا جو کہ منتظمین جلسہ کی طرف سے دیئے گئے تھے اور اس کی شرط یہ تھی کہ ان تمام سوالوں کا جواب اپنی اپنی مذہبی کتاب میں سے دیا جائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے بیماری کے عالم میں یہ مضمون لکھنا شروع کیا اس دوران میں ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء کو آپؑ کو یہ الہام ہُوا "مضمون بالا رہا"۔ حضور نے یہ الہام الٰہی اشتہار پر لکھوا کر فوراً مشتہر کر دیا۔

حضور کے مضمون کا وقت ۲۷ دسمبر (جلسہ کے دوسرے دن) دوپہر ڈیڑھ بجے تھا۔ حضرت مسیح موعود خود تو ناسازئ طبع کی وجہ سے تشریف نہ لائے اس لئے ان کے شاگردِ خاص حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے یہ مضمون پڑھا ابھی مضمون جاری تھا کہ وقت ختم ہوگیا۔ سامعین کے اصرار پر اگلے مقرر مکرم مولوی ابویُوسف مبارک علی صاحب نے اپنا وقت اس مضمون کے لئے دیدیا۔ یہ وقت بھی ختم ہوگیا مگر مضمون ابھی جاری تھا اس لئے وقت مقررہ سے ایک گھنٹہ زائد دیا گیا مگر اس عرصے میں بھی صرف پہلے سوال کا جواب ختم ہُوا۔ حاضرین کو معلوم ہُوا تو انہوں نے پُرزور اصرار کر کے منتظمین کو مجبور کیا کہ اس مضمون کے لئے جلسہ کا ایک دن بڑھایا جائے۔ جلسہ کا آخری دن ۲۸ دسمبر تھا۔ اس پر حاضرین نے ۲۹ دسمبر کے دن کا بھی اعلان کیا۔ ۲۹ دسمبر کو جلسہ کا وقت مقررہ وقت سے ایک گھنٹہ قبل ۹ بجے صُبح رکھا گیا مگر نو بجے سے پہلے ہی جلسہ گاہ یعنی انجمن حمایت اسلام ہائی سکول واقع شیرانوالہ کا وسیع احاطہ پُوری طرح بھر گیا حاضرین کی تعداد لگ بھگ ۷/۸ ہزار تھی۔ اب ایک دفعہ پھر وقت ختم ہوگیا تو منتظمین نے جلسہ کا وقت مضمُون ختم ہونے تک بڑھا دیا۔

یوں اس مضمُون نے زبردست کامیابی حاصل کی اور ملک بھر میں اس کی دھوم مچ گئی اور ملک بھر کے قریباً ۲۰ اخبارات نے اس کی تعریف میں خبریں اداریے اور تبصرے شائع کئے اور یہ مضمُون لکھنے والے کو شاندار خراجِ تحسین پیش کیا۔

۱۸۹۷ء انجام آتھم کی اشاعت۔ پیشگوئی دوبارہ آتھم کی اشاعت اور ۳۱۳ اصحاب کے ناموں کی اشاعت۔ اس سے آنحضرت صلّی اللہ

علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ مہدی دُور دراز جگہوں سے افراد جمع کرے گا جن کی تعداد اہل بدر کی تعداد کی طرح ۳۱۳ ہوگی چنانچہ اسی فہرست میں ہندوستان کے کونے کونے میں بسنے والے افراد جماعت کے علاوہ شام، طائف، بغداد، ممباسہ اور لندن کے بعض خدام کے نام بھی درج فرمائے ۔ ۲۲ر جنوری

- ہر طالب حق کو چیلنج کہ وہ مقابلے پر آئے۔ میں ثابت کروں گا کہ اسلام ہی زندہ مذہب ہے۔ یہ چیلنج بھی انجام آتھم میں ہی مذکور ہے۔
- اشتہار مُسْتَیْقِنًا یوحی اللہ القھّار کے ذریعے عیسائیوں کو مذکورہ بالا چیلنج میں خصوصی طور پر مخاطب کیا گیا اور اس روحانی مقابلہ کے لئے ۴۰ دن کی مدّت مقرّر کی ۔ ۱۴ر جنوری
- عیسائیوں کو ایک اور چیلنج کہ میرا دعویٰ ہے کہ یسوع کی پیشگوئیوں کی نسبت میری پیشگوئیاں زیادہ ہیں۔ اگر کوئی پادری یہ بات غلط ثابت کر سکے تو اُسے ایک ہزار روپیہ انعام ۔ ۲۸ر جنوری
- عیسائیوں کے خلاف ایک اور اشتہار کہ صلیب پر چڑھنے والا تو لعنتی ہوتا ہے۔ وہ خدا کا بیٹا ہونا تو درکنار خدا کا پیارا بھی نہیں ہو سکتا۔ ۷ر مارچ
- شیخ محمد رضا طہرانی نجفی کی اشتہار بازی کہ شاہی مسجد کے مینار سے چھلانگ لگائیں حضور کا جواب کہ اگر چالیس دن کے اندر کوئی نشان ظاہر ہوگیا تو صادق اور کاذب کا جھوٹ کھل جائے گا۔ چنانچہ چالیس دن کے اندر اندر لیکھرام کا نشان ظاہر ہوگیا۔ یکم فروری
- شیخ مذکور کو اشتہار کہ حضور کی طرف سے تو لیکھرام کا نشان ظاہر ہوگیا آپ کی طرف سے کیا نشان ظاہر ہُوا؟ ۱۰ر مارچ

۱۸۹۷ء ● حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی ولادت ۲ مارچ کو ہوئی۔ پیدائش سے قبل الہام ہوا "تُنَشَّأُ فِی الْحِلْیَۃِ" زیورات میں پرورش پائے گی۔ ۱۹۰۱ء میں الہام ہوا "نواب مبارکہ بیگم" چنانچہ اس الہام الٰہی کے مطابق "حجۃ اللہ" حضرت نواب محمد علی خاں رئیس اعظم مالیر کوٹلہ سے آپ کی شادی ہوئی۔

● پنڈت لیکھرام پیشگوئی کے عین مطابق ۶ مارچ کو مارا گیا۔ ۵ مارچ کو عید الفطر تھی پیشگوئی میں درج تھا کہ لیکھرام عید سے ملحقہ دن کو مارا جائے گا۔ یہ پیشگوئی حضور نے فروری ۱۸۹۳ء کو فرمائی تھی اور اس میں چھ سال کی مدت رکھی گئی تھی ۶ مارچ کو شام سات بجے پنڈت لیکھرام مکان کی بالائی منزل پر بیٹھے پنڈت دیانند کی سوانحعمری لکھ رہے تھے ایک شخص جو کہ آریہ سماجیوں کے بیان کے مطابق شدھ ہونے کے لئے پاس بیٹھا۔ اس دوران پنڈت لیکھرام کام سے تھک کر ذرا آرام کرنے کے لئے کھڑے ہوئے، اور انگڑائی لی اس پر "شدھ ہونے والے شخص" نے ان پر خنجر سے بھرپور وار کیا جس سے ان کی انتڑیاں باہر نکل آئیں۔ پنڈت صاحب کو فوراً میو ہسپتال پہنچایا گیا جہاں پر ان کا آپریشن کیا گیا مگر وہ صبح ۴ بجے انتقال کر کے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر مُہر تصدیق ثبت کر گئے۔

● لیکھرام کے قتل سے ہندوؤں میں شور پڑ گیا اور ان کے قتل کا الزام حضور پر رکھا جانے لگا اور ایک خفیہ انجمن آپؑ کو قتل کرنے کے لئے بنائی گئی۔

● حضور نے اشتہارات دیئے کہ یہ خدا کا کام تھا تاہم اگر کوئی آریہ یہ سمجھتا ہے کہ میں اس میں ملوّث ہوں تو وہ سامنے آئے اور وہ قسم کھا کر یہ کہے کہ یہ شخص (مراد حضورؑ) قتل میں ملوّث ہے اور اگر اس کے بعد ایک برس تک یہ شخص کسی عذاب شدید سے بچا رہے تو میں مجرم ہوں اور اس سزا کے لائق ہوں جو ایک قاتل کے لئے ہونی چاہیئے۔

حضور کے اس اعلان پر باقی لوگ تو دم بخود رہ گئے مگر ایک آریہ لالہ گنگا بشن نے آمادگی ظاہر کی مگر ساتھ تین شرائط رکھیں کہ

۱۔ پیشگوئی پوری نہ ہونے پر آپ (حضور کو) کو فوراً پھانسی دے دی جائے۔

۲۔ میرے لئے دس ہزار روپیہ گورنمنٹ کے پاس جمع کرایا جائے کہ اگر میں بچ جاؤں تو مجھے مل جائے۔

۳۔ جب میں قادیان میں قسم کھانے آؤں تو میری حفاظت کا ذمہ لیا جائے۔ حضور نے بلا تامل یہ تینوں شرائط منظور کر لیں اور پوری تحدی سے اپنی سچائی کا اعلان کیا یہ اشتہار دیکھ کر تو لالہ جی کے چھکے چھوٹ گئے اب انہوں نے اور شرائط لگائیں کہ میں ایک سال کو نہیں مانتا میں قسم کھانے کے ساتھ ہی فوراً زمین میں غرق کیا جاؤں یا مجھ کو مہینہ اور گھنٹہ موت کا بتایا جائے پھر کہا کہ جب میں بچ جاؤں اور مرزا صاحب کو پھانسی دی جائے تو ان کی لاش مجھے دی جائے حضور نے فرمایا کہ میعاد خدائی ہے میں اس میں تغیر نہیں کر سکتا۔ البتہ لاش والی بات صحیح ہے اس کے مقابل پر ہمیں بھی ایسا ہی مطالبہ کرنے کا حق ہے کہ لالہ جی کے مرنے کی صورت میں لاش ہمیں دی جائے ہم اس کو مصالحے لگا کر محفوظ رکھیں گے اور لاہور کے عجائب گھر وغیرہ کسی ایسی جگہ میں رکھ دیں گے تاکہ لوگوں کے لئے نشان ہو۔ اب تو لالہ جی پھنس گئے آخر یہ کہہ کر کہ میں اپنی لاش آپ کے حوالے نہیں کر سکتا خاموشی اختیار کر لی

اور پھر کبھی نہیں بولے ۔

● مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی قسم کھانے پر آمادگی ظاہر کی مگر وہی عذر کیا کہ نتیجہ فوری ہونا چاہیئے اور یہ کہہ کر وہ بھی فرار اختیار کر گئے

● شور و غوغا حد سے بڑھ گیا تو سپرنٹنڈنٹ پولیس ایک انسپکٹر اور ہیڈ کانسٹیبل گورداسپور نے پولیس کی بھاری جمعیت کے ہمراہ حضور کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور حضور کے گھر کی تلاشی لی ۔

● سراج منیر کی اشاعت یہ کتاب ۲۴ مارچ کو لکھی گئی اس میں حضور نے لیکھرام کی مدت سے قبل کے ۴۰ نشانات صداقت بیان فرمائے ۔

● استفتاء ۱۴ رمئی کو شائع ہوا اس میں حضور نے لیکھرام کی مدت کی پیشگوئی کی تفاصیل لکھیں

● ایک سکھ سردار راجندر سنگھ نے لیکھرام کے قتل کے معاملے کو غنیمت جانا اور ایک مخالفانہ کتاب لکھی جواباً حضور نے ۱۸ اپریل کو اس کے جواب میں ایک اشتہار میں سردار صاحب کو دعوت دی کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ باوا نانک مسلمان نہیں تھے تو ایک مجلس میں یہ قسم کھاویں کہ فی الحقیقت بابا نانک دین اسلام سے بیزار تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا سمجھتے تھے کہ اگر دونوں باتیں غلط ہیں تو اے خدا ایک سال کے اندر اندر مجھے اس کی گستاخی کی سزا دے ۔ حضور نے ان کے لئے پانچ سو روپے بھی دینے کا وعدہ کیا جو کہ ان کو ایک سال تک زندہ رہنے کی صورت میں مل جاتے ۔ سردار صاحب خدا کے شیر کی یہ گرج سن کر ایسے سہمے کہ ان باتوں کا سرے سے کوئی جواب ہی نہ دیا ۔

● ۱۰ یا ۱۱ مئی کو سلطان ترکی کے نائب سفیر "حسین کامی" قادیان میں آئے اور حضور سے تخلیہ میں ملاقات کی حضور نے ان کو بتایا کہ ترکی کے سلطان عبدالحمید کی حالت اچھی نہیں اور ان کا انجام اچھا نہیں ۔ حسین کامی اس سے سخت ناراض ہوئے اور واپس آکر اخبار ناظم الہند میں حضور کے خلاف ایک مراسلہ شائع کیا ۔ جس کو اخبارات نے خوب اچھالا اور حضور کے خلاف مخالفت کا ایک نیا طوفان اٹھ کھڑا ہوا ۔

● اخبار چودھویں صدی نے ان باتوں کا ذکر کرتے ہوئے ضمناً ایک "بزرگ" کا ذکر کیا جس نے سلطان ترکی کے بارے میں حضور کی پیشگوئی پر زبان طعن دراز کی تھی اس پر حضور نے اعلان فرمایا کہ اگر اس اخبار کے مذکورہ "بزرگ" نے اپنی غلطی کی معافی نہ مانگی تو ایک سال کے اندر اندر سخت سزا پائے گا ، اس پر ان صاحب نے جو کہ راولپنڈی کے ایک رئیس راجہ جہاں داد خان تھے حضور سے عاجزانہ معافی مانگی ۔

● اس سلسلے میں حضور نے یہ بھی پیشگوئی فرمائی کہ سلطنت ترکی کے لوگوں کی غداری کی سرشت ظاہر ہو گی چنانچہ حیرت انگیز طور پر حسین کامی کی غداری اور منافقت ظاہر ہوئی اور حکومت ترکی نے حسین کامی کو برطرف کر دیا ۔

● حکومت ترکی میں گڑبڑ شروع ہو گئی اور آخر کار ۱۹۰۹ء میں سلطان عبدالحمید ثانی کو تخت سے اتار دیا گیا اور ۱۹۲۴ء میں آخری خلیفۃ المسلمین

سلطان عبدالوحید کو بھی مصطفےٰ کمال پاشا نے اقتدار سے محروم کر کے خلافت کا ہی خاتمہ کر دیا۔

- "حجۃ اللہ" کی اشاعت چند ماہ پیشتر ایک صاحب مولوی عبدالحق غزنوی نے حضور کے خلاف ایک گندہ اشتہار لکھا اور حضور کو عربی میں مباحثہ کی دعوت دی اس پر حضور نے جواباً کہا کہ میں مقابلہ قبول کرتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ ہارنے کے بعد میری بیعت میں شامل ہو جاؤ اس کا جواب کوئی نہ آیا اس پر حضور نے "حجۃ اللہ" نامی رسالہ چھاپا اور مولوی غزنوی صاحب کو اس کا جواب لکھنے کا چیلنج دیا اور کہا کہ اس کا فیصلہ کرنے کا یہ طریق ہو کہ کوئی مولوی صاحب آپ کا جواب دیکھ کر یہ قسم کھا دیں کہ یہ فصاحت و بلاغت میں مضمون پیش کردہ سے بڑھ کر ہے یا یہ ہی کہہ دیں کہ برابر ہے تو اگر وہ شخص جھوٹا ہوا تو قسم کھانے کے ۴۱ دن کے اندر اندر عذاب الٰہی میں پکڑا جائے گا اگر ایسا نہ ہوا تو میں اپنی سب کتابیں جلا دوں گا اور ان کے ہاتھ پر توبہ کر لوں گا یہ دندان شکن جواب سُن کر پھر غزنوی صاحب کو کچھ بولنے کی جرأت نہ ہوئی۔
- ۷ر جون کو سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی آمین ہوئی۔ حضور نے سبحان من یّرانی کی آمین لکھی اور اسی دن چھپوا دی۔
- تحفہ قیصریہ کی اشاعت ۲۰، ۲۱، ۲۲ر جون کو ہندوستان بھر میں ملکہ برطانیہ کی ملکہ وکٹوریہ کی ساٹھ سالہ جوبلی دھوم دھام سے منائی گئی حضور نے اس موقع پر یہ کتاب لکھی اور اس میں ملکہ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور یہ تجویز بھی پیش کی کہ انگلستان میں ایک جلسہ مذاہب منعقد کیا جائے۔
- حضور نے اس کتاب میں ملکہ کو یہ زبردست پیشکش کی کہ اگر وہ چاہیں تو میری دُعا سے ان کو حضرت مسیح کی زیارت ہو سکتی ہے اور وہ خود ان سے عیسائیت کے اعتقادات پر گفتگو کر سکتی ہیں۔
- حضور نے ملکہ کو آسمانی نشان دکھانے کی بھی پیشکش کی اور کہا کہ اگر ملکہ اس پر راضی ہوں اور پھر اگر ایک سال کے عرصہ میں ایسا نشان نہ دیکھیں تو میں اس کی سزا میں راضی ہوں کہ مجھے پایۂ تخت کے آگے پھانسی دی جائے۔
- سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، یہ کتاب ۲۲ر جون کو شائع ہوئی۔
- ہندوستان کے مشائخ اور صلحاء کو حضور کی طرف سے خدا کی قسم دے کر ۱۵ر جولائی کو یہ دعوت دی گئی کہ وہ سب ۲۱ روز تک میرے بارے میں جناب الٰہی میں توجہ کریں اور جو جناب الٰہی سے معلوم ہو اس کو حلفاً شائع کریں اور اگر کثرت میرے خلاف نکلے تو بے شک مجھے مفتری قرار دیں اور جس قدر لعنت چاہیں بھیجیں مگر کسی نے حضور کی اس درخواست کو قبول نہ کیا۔
- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف پادری مارٹن کلارک نے قتل کا مقدمہ دائر کر دیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر نے فوری طور پر حضور کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کر دیئے۔ خدائی نصرت کے تحت وارنٹ کا کاغذ کہیں گم ہو گیا بعد میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو خیال آیا کہ وہ کسی دوسرے ضلع کے شخص کے بارے میں یہ حکم جاری نہیں کر سکتا اس نے مقدمہ ۷ر اگست کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کیپٹن ولیم مانٹیگو ڈگلس کی عدالت میں منتقل کر دیا پادریوں نے ایک شخص عبدالحمید کو پڑھا سکھلا کر حضور پر یہ الزام لگایا کہ حضور نے اس کو پادری مارٹن کلارک کو قتل کرنے بھیجا ہے ۱۰ر اگست کو حضور پہلی پیشی کے لئے گورداسپور گئے۔ عیسائیوں کے ساتھ آریہ اور

مسلمانوں میں سے محمد حسین بٹالوی بھی ساتھ مل گئے ـــ مقدمہ سے تین ماہ قبل حضور کو ابتلاء کی خبر اور اس سے کامیاب بریت کی بشارت بھی مل گئی تھی ـــ مقدمہ شروع ہوا تو مجسٹریٹ موصوف نے عبدالحمید کو پولیس کی تحویل میں دے دیا جہاں پر اس نے ساری بات بتا دی اور ۲۳ راگست کو کیپٹن ڈگلس نے حضور کو باعزت بری کر دیا۔

● کتاب البریہ کی اشاعت۔ اس میں حضور نے مقدمہ کے بارے میں ساری تفاصیل درج کر کے محفوظ کر دیں یہ کتاب جنوری ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی۔ اس میں حضور نے کیپٹن ڈگلس کو پیلاطوس ثانی قرار دیا جماعت کے پہلے ترجمان اخبار الحکم کا اجراء پہلا پرچہ ۸ راکتوبر ۱۸۹۷ء کو شائع ہوا اس کے ایڈیٹر مشہور صحافی اور اہل قلم حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب تھے یہ ہفت روزہ اخبار تھا الحکم کی عظیم خدمت حضور کے ملفوظات کو محفوظ کرنا ہے۔

۱۸۹۸ء ● ۳ رجنوری ۱۸۹۸ء کو قادیان میں جماعت احمدیہ کے پہلے مدرسہ تعلیم الاسلام سکول کا قیام عمل میں آیا اس مقصد کے لئے حضور نے ۱۵ رستمبر ۱۸۹۷ء کو بذریعہ اشتہار تحریک فرمائی حضور کی ہدایت پر اس کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر ہوئی جس کا پہلا اجلاس ۲۷ دسمبر ۱۸۹۷ء کو منعقد ہوا اس اجلاس میں ایک انتظامی کمیٹی مقرر کی گئی جس کے پریذیڈنٹ حضرت مولانا نورالدین مقرر ہوئے آغاز مہمان خانہ میں ہوا اس کے اولین ہیڈ ماسٹر حضرت شیخ یعقوب علی تراب مقرر ہوئے ابتدا میں یہ سکول پرائمری سطح تک تھا پہلے سال طلباء کی تعداد ۴۱ تھی اسی سال یہ سکول مڈل ہو گیا۔ فروری ۱۹۰۰ء میں ہائی سکول ہوا مئی ۱۹۰۳ء میں کالج تک پہنچ گیا۔

● کتاب البریہ میں حضور نے عیسائیوں کو چیلنج دیا کہ مسیح کی تحریروں سے کہیں زیادہ میرے الہامات سے خدائی ثابت ہوتی ہے عیسائی صاحبان کسی دوسری قوم سے تین منصف مقرر کر لیں اور دونوں تحریروں سے موازنہ کروالیں اور منصف لوگ پادریوں کے حق میں فیصلہ دیں تو میں بطور تاوان ایک ہزار روپیہ دے سکتا ہوں۔

● اسی کتاب میں تمام مسلمان علماء کو حضور نے یہ انعامی چیلنج دیا کہ وہ کوئی ایک حدیث ایسی دکھا دیں کہ جس میں یہ لکھا ہو کہ مسیح جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تو ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ انعام اور توبہ کرنا اور اپنی تمام کتب کا جلا دینا اس کے علاوہ ہو گا مگر کوئی شخص ان دو چیلنجوں کو قبول کرنے کا مرد میدان نہ بنا۔

● ۶ رفروری کو حضور کو بذریعہ رویاء بتایا گیا کہ پنجاب میں بہت جلد طاعون پھیلنے والی ہے حضور نے بذریعہ اشتہار اہل ملک کو اس سے آگاہ کیا حضور نے تریاق الٰہی اور مرہم عیسیٰ کے نام سے طاعون کے علاج کے لئے دوا تیار کروائی کہ جس وقت طاعون پھیلے یہ دوائی للہ تقسیم کر دی جائے۔ ۲۳ رجولائی کو ایک اور اشتہار کے ذریعے عوام سے کہا کہ وہ خدا تعالیٰ سے گناہوں کی معافی چاہیں اور نیک اعمال میں مشغول ہوں۔ بعد ازاں یہ مرض ۱۹۰۲ اور ۱۹۰۳ سے لے کر ۱۹۰۷ تک پورے زور سے پھیلی۔

● محمد بخش جعفر زٹلی نے "ایک افسوسناک حادثہ" کے عنوان سے حضور کی وفات کی جھوٹی خبر پھیلا دی جس کے ازالہ کے لئے ۱۳ راپریل ۱۸۹۸ء کو الحکم کا غیر معمولی پرچہ شائع کیا گیا۔

- ۳۱ اکتوبر کو اخبار البدر کا اجراء اس کے مالک و مدیر بابو محمد افضل صاحب آف مشرقی افریقہ اور منیجر منشی فیض علی صابر تھے بعد ازاں حضرت مفتی محمد صادق ایڈیٹر بنے۔ اس کا نام "بدر" ہوا اور دسمبر ۱۹۱۳ء تک نکلتا رہا۔ اس کے بعد قریباً چالیس سال بند رہا اور پھر درویشانِ قادیان نے ۷ مارچ ۱۹۵۲ء سے اس کا دوبارہ احیاء کیا۔ اب یہ آج تک کامیابی سے چھپ رہا ہے۔
- ۱۲ ستمبر کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا نکاح حضور کے ایک مخلص مرید مولوی غلام حسن پشاوری کی دختر نیک اختر سرور سلطان صاحبہ سے ہوا۔ شادی ۱۹۰۶ء میں ہوئی۔
- اکتوبر ۱۹۰۲ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود کا نکاح حضور کے ایک مخلص عقیدت مند حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی صاحبزادی محترمہ رشیدہ صاحبہ سے ہوا۔ رخصتانہ اکتوبر ۱۹۰۳ء میں ہوا۔
- مباحثہ مُدّ: احمدیوں کی طرف سے حضور نے حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کو بھجوایا جبکہ دوسری طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب تھے۔ مباحثہ ۲۹، ۳۰ اکتوبر تک جاری رہا۔
- ۱۲ نومبر کو حضور نے مباحثہ مُد کے بارے میں ایک عربی قصیدہ لکھا۔ جس کا نام اعجازِ احمدی رکھا۔ اس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو دس ہزار روپے کے انعام کا چیلنج دیا گیا کہ وہ دو ہفتے کے اندر اندر اس ایسا قصیدہ لکھ کر دکھائیں۔
- اس کے بعد ایک اور اشتہار میں دس ہزار روپے کا ایک اور انعام رکھا اور میعاد میں بھی چھ دن کا اضافہ کر دیا۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس کا رد لکھنے کی جرأت نہ ہو سکی۔
- ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی۔ یہ مباحثہ مولوی محمد حسین بٹالوی اہلِ حدیث اور مولوی غلام نبی صاحب عرف مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی اہلِ قرآن کے درمیان ہوا۔ اس میں حضور نے مباحثہ پر محاکمہ فرمایا۔
- امریکہ میں ایک عیسائی پادری جان الگزینڈر ڈوئی نے پیغمبر ہونے کا دعوےٰ کیا اور ایک نئے عیسائی فرقہ کرسچن کیتھولک چرچ کی بنیاد رکھی اور صیہون نامی شہر آباد کیا۔ یہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت مخالف تھا چنانچہ حضرت مسیح موعود نے ستمبر ۱۹۰۲ء میں اسے مباہلہ کا چیلنج دیا۔ مگر ایک سال تک اس نے کوئی جواب نہ دیا۔
- ڈوئی کو دوسرا اشتہار ۲۳۔ اگست ۱۹۰۳ء کو دیا۔ اس پر ڈوئی میدان میں آیا۔ اس کا انجام یہ ہوا کہ پہلے تو اس کی پیدائش ناجائز نکلی۔ بعد ازاں یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء کو اور پھر ۱۹ دسمبر ۱۹۰۵ء کو اس پر یکے بعد دیگرے فالج کے حملے ہوئے۔ اس کے مریدوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ اس پر وہ دیوانہ ہو گیا اور ۹ مارچ ۱۹۰۷ء کو دنیا سے کوچ کر گیا جس پر امریکی اخبارات نے تسلیم کیا کہ حضرت مرزا غلام احمد کی پیش گوئی سچی نکلی۔
- "فتح عظیم" کی اشاعت اس میں حضور نے ڈوئی کے بارے میں آسمانی نشان پورا ہونے کی تفصیل سے وضاحت کی۔ یہ یہ رسالہ ۷ اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع ہوا۔

کھینچا گیا حضور نے یہ کتاب عربی میں لکھی اور اس کا اُردو اور فارسی ترجمہ بھی خود ہی کیا۔

- محمد حسین بٹالوی کو مباہلہ کی دعوت ۔ ایک مخلص احمدی مولوی عبدالقادر صاحب لدھیانوی نے حضور سے درخواست کی کہ وہ بٹالہ میں محمد حسین بٹالوی سے بلا شرط مباہلہ کریں۔ حضور نے قبول فرمایا اب انہوں نے محمد حسین بٹالوی کو مباہلے پر آمادہ کرنا چاہا اور ساتھ ۲۰۰ روپے بطور انعام بھی رکھے یہ خبر الحکم میں شائع ہوئی تو متعدد دیگر مخلصین احمدیت نے بھی اس میں شامل ہونے کی درخواست کی اور انعامی رقم بڑھتے بڑھتے دو ہزار پانچ سو پچیس روپے آٹھ آنے تک پہنچ گئی ۔ محمد حسین بٹالوی نے اس کا معقول جواب دینے کی بجائے ابو الحسن تبتی اور ملا محمد بخش صاحب جعفر زٹلی کی طرف سے ایک گندہ اشتہار چھاپا جس میں حضور کو گالیاں دی گئیں
- اس گندہ دہنی پر حضور نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ اے خدا ہم دونوں فریقوں میں فیصلہ کر اور جو ذلیل ہے اسے تیرہ ماہ میں ذلت سے رسوا کر ۔ اس پر الہام ہوا "میں ظالم کو ذلیل کروں گا"۔ چنانچہ اس کی تقریب یوں بنی کہ محمد حسین بٹالوی نے انگریزی حکومت سے ۴ مربعہ زمین لینے کے لئے ایک انگریزی رسالہ شائع کیا جس میں انگریزوں کو خوش کرنے کے لئے امام مہدی کے ظہور اور جہاد کے نظریے سے سرے سے ہی انکار کیا گیا۔ اس پر حضور کے ایک مرید ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب گوڑیانوی نے ہندوستان کے چوٹی کے علمائے ایسے شخص کے بارے میں فتویٰ طلب کیا جو ایسے خیالات رکھتا ہو چنانچہ چوٹی کے ۲۰ علماء نے فتویٰ دیا کہ ایسا شخص "کافر ضال مضل مفتری خارج از اہلسنت اور کذّاب و دجّال ہے"۔ حضور نے یہ سارے فتاوی شائع کروا دیئے اور یوں محمد حسین بٹالوی کے ہم مشربین کے ہاتھوں اس کی ذلت کا غیب سے سامان حضور کی پیشگوئی کے قریباً ایک ماہ بعد ہی ہو گیا
- راز حقیقت کی اشاعت ۔ محمد حسین بٹالوی کی علمی ذلّت کا سامان اس کتاب میں یوں ہوا کہ انہوں نے حضور کے ایک الہام کی عربی پر اعتراض کیا۔ حضور نے شعرائے عرب کی پانچ مثالوں اور مشکوٰۃ میں سے آنحضورؐ کی حدیث کا حوالہ دیا جس میں یہ لفظ اسی طرح لکھا گیا تھا جس طرح حضور کو الہام ہوا تھا۔
- کشف الغطاء ۔ محمد حسین بٹالوی کے اس ردّ میں لکھی گئی کہ حضور انگریزی حکومت کے باغی ہیں (۲۷ر دسمبر)
- پولیس کا محاصرہ ۔ محمد حسین بٹالوی کی شورش سے ایک دن پولیس قادیان آئی اور حضور کے گھر کا محاصرہ کر لیا پولیس کپتان نے کہا کہ وہ گھر کی تلاشی لینا چاہتے ہیں۔ حضور نے نماز کی مہلت مانگی جو مل گئی ۔ نماز میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے قرأت کی ان کی آواز میں ایسی بجلی بھری تھی اور اس کا اثر ایسا سحر تھا کہ نماز ختم ہونے کے بعد پولیس کپتان یہ کہہ کر واپس چلا گیا کہ میری تسلی ہو گئی تلاشی کی کوئی ضرورت نہیں یہ اکتوبر کے آخر کی بات ہے۔
- محمد حسین بٹالوی کا مقدمہ حفظ امن ۔ محمد حسین بٹالوی نے حضرت مسیح موعود کی مندرجہ بالا پیشگوئی کے پیش نظر ایک مقدمہ دائر کیا کہ اس کو حضور سے جان کا خطرہ ہے اس لئے اس کو ایک پستول اور ایک بندوق کا لائسنس دیا جائے ۔ اس کی بنیاد پر بٹالہ کے تھانہ کے ڈپٹی انسپکٹر محمد بخش نے جو کہ حضور کا شدید دشمن تھا حضور کے خلاف ڈپٹی کمشنر گورداسپور کو رپورٹ کی کہ حضور سے حفظ امن کی ضمانت طلب کی جائے یہ رپورٹ یکم دسمبر کو کی گئی اور ۵ ر دسمبر کو محمد حسین بٹالوی نے لائسنس

کی درخواست دی۔ مقدمہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء کو شروع ہوا۔ مقدمہ کی سماعت کے دوران ۳ رفروری ۱۸۹۹ء کو حضور کو بشارت دی گئی کہ آپ بری ہوں گے اور دشمن نامراد رہیں گے حضور نے یہ بشارت ۲۱ رفروری کو دوران مقدمہ ہی حقیقۃ المہدی میں شائع فرمادیں اور بالآخر ۲۴ رفروری کو حاکم ضلع نے حضور کو بری کر دیا۔

۱۸۹۹ء ● حقیقۃ المہدی کی اشاعت۔ اس میں محمد حسین بٹالوی کے بغاوت کے الزامات کا رد کیا گیا تھا۔

● صاحبزادہ مرزا مبارک احمد ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوئے آپ کی ولادت سے قبل الہام ہوا اِنِّیْ اَسْقُطُ مِنَ اللّٰہِ وَاُصِیْبُہٗ حضور نے اس سے یہ اجتہاد کیا کہ یہ لڑکا نیک ہوگا اور رُو بخدا ہوگا یا جلد فوت ہو جائے گا۔

● حضرت مسیح موعود نے پہلا فوٹو کھنچوایا جس کے لئے لاہور سے فوٹو گرافر آیا۔

● تریاق القلوب کی تصنیف۔ منشی الٰہی بخش جس نے حضور کے خلاف پیشگوئیاں لکھی تھیں کے جواب میں یہ طریق فیصلہ مقرر فرمایا کہ ایک مجمع میں ایسا شخص جو میرے دعویٰ مسیحیت کو نہیں مانتا اور خود کو ملہم کہتا ہے ایک مجمع میں مجھے طلب کرے اور ہم دونوں جناب الٰہی میں دعا کریں پھر ایک سال کے عرصہ میں جس شخص کے حق میں کوئی ایسا نشان جو انسانی طاقتوں سے بالا ہو ظہور میں آجائے وہ سچا سمجھا جائے یہ کتاب وسط ۱۸۹۹ء میں تیار ہو کر ایک صفحے کے سوا ساری چھپ چکی تھی مگر مکمل نہ ہوئی اور پھر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی

● "ستارہ قیصرہ" کی اشاعت۔ تحفہ قیصریہ کا عرصہ دو سال تک کوئی جواب نہ ملنے پر وہی مضمون دوبارہ نئے انداز سے ڈھال کر لکھا گیا

● ۲۷ ستمبر کو ایک میموریل حکومت برطانیہ کو دیا کہ ایک جلسہ مذاہب عالم منعقد کیا جائے جس میں ہر مذہب والا اپنے مذہب کی زندگی کے ثبوت میں یک سالہ پیشگوئیاں کرے اور اگر اس عرصہ میں میرے حق میں کوئی نشان ظاہر نہ ہو تو میں راضی ہوں کہ اس جرم میں میں سولی دیا جاؤں۔

● "مسیح ہندوستان میں" کی تصنیف اس میں حضرت مسیح کے سولی سے زندہ بچ کر اترنے کے بعد ان کے سفر ہندوستان کی محققانہ تفاصیل دی گئی تھیں۔

● وفد نصیبین کی تجویز۔ اس تحقیق کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے حضور نے ایک وفد نصیبین کوہ نعمان اور کابل کی طرف بھجوانے کا خیال کیا اور اس مقصد کے لئے تین افراد کے نام طے ہوئے اور ان کے الوداع کہنے کے لئے ۱۲ نومبر کو ایک جلسہ الوداع بھی ہوا مگر بعض وجوہ کی بناء پر اس وفد کا جانا ملتوی ہو گیا۔

۱۹۰۰ء ● جدی بھائیوں کی طرف سے الدار کا محاصرہ اور مقدمہ دیوار ۵ جنوری ۱۹۰۰ء کو حضور کے چچا زاد بھائی مرزا امام دین نے حضور اور حضور کے خدام کو تکلیف دینے کی یہ راہ نکالی کہ مہمان خانہ کو مسجد مبارک سے ملانے والی شارع عام بند کر کے اینٹوں سے دیوار کھینچ دی جس سے احمدی آبادی کو حضور سے ملاقات کے لئے قصبے کا ایک لمبا چکر کاٹ کر جانا پڑتا اس سے احباب کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ معاملہ ڈپٹی کمشنر کے پاس پہنچایا گیا مگر اس نے نہایت درشتی سے بات سننے سے انکار کر دیا۔ حالات خراب تر ہوتے گئے تو پہلے ہجرت کرنے کا فیصلہ ہوا پھر یہ طے ہوا کہ مقدمہ کیا جائے یہ حضرت مسیح موعود کی زندگی کا

"انصاراللہ" ربوہ

واحد مقدمہ ہے مقدمہ کی ابتدا میں صورت حال ایوس کُن تھی مقدمہ جیتنے کی اُمید نہ بن رہی تھی کہ حضور کو جناب الٰہی کی طرف سے کامیابی کے الہامات ہوئے ادھر عدالت کا افسر حضور کا حاکم تھا مگر عین آخر وقت حضور کے وکیل کو ایک ایسی ناقابل تردید شہادت مل گئی کہ مقدمہ آناً فاناً پلٹا کھا گیا اور آخر کار ۱۲ اگست ۱۹۰۱ء کو مقدمہ کا فیصلہ حضور کے حق میں ہوگیا اور مرزا امام دین پر ایک سو روپیہ ہرجانہ ڈالا گیا۔ ان کے پاس اتنی بھی رقم نہ تھی اس لئے ان کی قرقی کے احکام آگئے۔ حضور کو اطلاع ہوئی تو فوراً سارا معاملہ رکوایا اور معذرت فرمائی کہ میری لاعلمی میں یہ ساری بات ہوئی ورنہ یہ معاملہ عدالت میں ہی رکوا دیا جاتا۔

- جنگ ٹرانسوال کے زخمیوں کے لئے حضور کے ارشادات پر جماعت کی طرف سے پانچ سو روپے کی امدادی رقم بھجوائی گئی۔
- تحفہ غزنویہ کی تصنیف۔ مولوی عبدالحق غزنوی کے اعتراضات کا جواب
- خطبہ الہامیہ کا زبردست علمی نشان، ۱۱ اپریل کو عیدالاضحیہ کے موقع پر حضور نے عربی میں ایک خطبہ دیا اس کے لئے حضور کو بذریعہ الہام تحریک ہوئی حضور نے اس کی اطلاع اپنی خدام کو کر دی حضور نے بعد ازاں بتایا کہ آپ یہ امتیاز نہیں کر سکتے تھے کہ میں بول رہا ہوں یا میری زبان سے فرشتہ کلام کر رہا ہے حضور نے اس کو حفظ کرنے کی تحریک فرمائی یہ خطبہ شائع ہوا تو بڑے بڑے عربی دان دنگ رہ گئے مسیح محمدی کا یہ وہ علمی اعجاز ہے جس کی نظیر قرآن کے بعد کہیں نہیں ملتی۔

نماز عید حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھائی اس کے بعد حضور نے اُردو میں ایک لطیف خطبہ ارشاد فرمایا اس کے بعد حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ حضور کے بائیں طرف بیٹھ گئے اور حضور نے فی البدیہہ عربی خطبہ ارشاد فرمانا شروع کیا چند الفاظ کے بعد ہی مجمع پر ایک عجیب سرشاری اور وجد کی کیفیت طاری ہو گئی حضور کی حالت یہ تھی کہ آپ کی شکل و صورت زبان اور لب و لہجہ سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ آسمانی شخص ایک دوسری دنیا کا انسان ہے خطبہ کے وقت آپ کی حالت اور آواز میں ایک تغیر محسوس ہوتا تھا ہر فقرہ کے آخر میں آپ کی آواز نہایت دھیمی ہو جاتی تھی آپ کی آنکھیں بند تھیں چہرہ سرخ اور نہایت درجہ نورانی۔ خطبہ کے دوران حضور نے خطبہ لکھنے والوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر کوئی لفظ سمجھ میں نہ آئے تو اسی وقت پوچھ لیں ممکن ہے کہ بعد کو میں خود بھی نہ بتا سکوں خطبہ ختم ہونے کے بعد حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اس کا اردو ترجمہ سنانے کھڑے ہوئے اور اس درجہ خوبی سے ترجمہ سنایا کہ ہر شخص عش عش کر اُٹھا۔ مولوی صاحب ابھی خطبہ سنا رہے تھے کہ حضرت اقدس فرطِ جوش سے سجدہ میں گر گئے آپ کے ساتھ حاضرین نے بھی سجدہ کیا سجدہ سے سر اٹھا کر حضور نے فرمایا ابھی میں نے سرخ الفاظ میں "مبارک" لکھا دیکھا ہے۔

- وائسرائے ہند لارڈ کرزن کے منظورِ نظر اور دلی کے مشہور پُر جوش اور جارحانہ پالیسی کے قائل مسیحی پادری جارج الیفرڈ لیفرائے بشپ لاہور کو "معصوم نبی" کے عنوان پر حضرت مسیح موعود کی طرف سے دعوتِ مقابلہ بشپ لیفرائے نے جو کہ اس سے پہلے دو جلسوں میں حضور کے غلام حضرت مفتی محمد صادق کے ہاتھوں زک اٹھا چکے تھے۔ اس دعوت پر چُپ سادھ لی جس پر حضور نے ایک کمیٹی بنائی اور پریس میں بھی چرچا کیا کہ لیفرائے اس دعوت کو قبول کریں۔ مگر بشپ صاحب نے عذرات لنگ کی آڑ لے کر میدان مباحثہ سے فرار حاصل کیا۔
- بشپ لیفرائے کے فرار کے نتیجہ میں پادریوں کو ان کے عیسائی افسران کی طرف سے یہ ہدایت کی گئی کہ کسی احمدی سے مذہبی بحث نہ کریں۔ آج یہ ہدایت دنیا کے اکثر حصّوں میں عیسائی مبلّغین کو دی جاتی ہے جو حضرت مسیح موعود کا کاسرِ صلیب ہونے پر یہ بہت بڑی دلیل ہے۔
- حیدر آباد کے سابق ہوم سیکرٹری اور سابق چیف جسٹس علی گڑھ کالج کے ٹرسٹی اور علوم قدیم و جدیدہ کے زبردست فاضل نواب عماد الملک فتح نواز جنگ مولوی سید مہدی حسین ۲۶ دسمبر ۱۹۰۰ء کو قادیاں میں آئے اور حضرت مسیح موعود کی صداقت کو تسلیم کیا۔
- جہاد بالسیف کے التوا کا فتویٰ اور رسالہ "گورنمنٹ انگریزی اور جہاد" کی اشاعت حضور کا نکتہ نظر یہ تھا کہ موجودہ حکومت میں جب کہ مذہبی آزادی ہے اور مسلمانوں کو مذہب کے نام پر قتل نہیں کیا جاتا تو تلوار اٹھانا اور ملک میں فساد پھیلانا اسلام کے خلاف ہے یہ کتاب ۲۲ مئی ۱۹۰۰ء کو شائع ہوئی۔
- منارۃ المسیح کی تعمیر ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء کو حضور کی طرف سے ایک اشتہار شائع کیا گیا جس میں منارۃ المسیح کی اہمیت اور اس کی تعمیر کے لئے چندہ کی اپیل کی گئی۔ مختلف وجوہ کی وجہ سے تعمیر میں تعطل پڑا رہا۔ ۱۳ مارچ ۱۹۰۰ء کو سنگِ بنیاد رکھا گیا مالی تنگی کی وجہ سے ۱۹۰۵ء میں کام رُک گیا۔ خلافتِ ثانیہ میں ۱۹۱۴ء میں کام دوبارہ شروع ہوا اور ۱۶ فروری ۱۹۲۳ء کو پایۂ تکمیل کو پہنچا۔
- لجۃ النور کی تصنیف یہ رسالہ بلادِ عرب کے علماء کو پیغامِ حق پہنچانے کے لئے تصنیف کیا گیا مگر اس کی اشاعت حضور کی وفات کے بعد ہوئی۔
- پیر مہر علی شاہ گولڑوی صاحب کو ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء کو ایک اشتہار کے ذریعے تفسیر قرآن میں علمی مقابلہ کا چیلنج دیا کہ قرعہ اندازی سے آیات نکال کر ایک جلسہ عام میں ان کی تفسیر لکھی جائے پھر تین غیر جانبدار منصفین حلف اٹھا کر کسی مضمون کے پرمعارف ہونے کا فیصلہ صادر فرمائیں۔ پیر مہر علی صاحب نے صاف تو انکار نہ کیا۔ یہ کہا کہ مقابلہ منظور ہے مگر پہلے مرزا صاحب کے دعوئ مسیحیت پر گفتگو ہوگی اور اس گفتگو کا فیصلہ محمد حسین بٹالوی اور ان کے دو ساتھی کریں گے۔ اگر انہوں نے کہا کہ اس بحث میں مرزا صاحب حق پر نہیں ہیں تو ان کو میری بیعت کرنا ہوگی اور اس کے بعد تفسیر نویسی

کا مقابلہ ہو گا۔ پیر صاحب کو مقابلہ لانے کی بڑی کوششیں کی گئیں۔ لاہور کے خدام احمدیت نے ایک ہزار روپیہ انعام بھی پیش کیا۔ حضور نے بھی باربار اشتہار شائع کئے اور آخر کار یہ کہا کہ ایک جلسہ عام میں تین تین گھنٹے تک اپنے دعاوی کا ثبوت دینے کے لئے تقریر کریں۔ اس سے لوگ موازنہ خود کرلیں گے لیکن پیر صاحب نے کچھ جواب نہ دیا اور یکم ستمبر کو پیر صاحب واپس تشریف لے گئے۔ اس پر ان کے مریدوں نے شور مچایا تو آخر کار ۱۵ دسمبر کو حضور نے ایک اشتہار دیا کہ ہم دونوں ستر دنوں میں اپنی اپنی جگہ فصیح و بلیغ عربی میں سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھیں اور اگر اس عرصے کے بعد تین غیر جانبدار علماء یہ کہہ دیں کہ پیر صاحب کی تفسیر بہتر ہے تو بلاتوقف پانچ سو روپیہ پیر صاحب کو دے دیا جائے گا لیکن پیر صاحب اس آسان ترین مقابلے پر بھی نہ آئے۔

- اربعین کی اشاعت حضور نے ہر پندرہ روز کے بعد ایک اشتہار شائع کرنے کا منصوبہ بنایا مگر ۴ اشتہارات کے بعد یہ سلسلہ بند کر دیا۔ اس میں بھی حضور نے اپنے چار نشانات بیان فرمائے کہ اگر (۱) آسمانی نشان دکھانے (۲) دعاؤں کے قبول ہونے (۳) قرآن کریم کے معارف بتانے اور (۴) غیب کی خبریں بتانے میں کوئی میرا مقابلہ کرسکے تو میں جھوٹا ہوں اس کی حضور نے دوصورتیں بیان کیں کہ چالیس جید علماء و فضلاء ایک مشترکہ بیان دیں کہ اگر مرزا صاحب کے حق میں کوئی فوق العادت نشان ظاہر ہو تو وہ مخالفت چھوڑ دیں گے۔ دوسرا طریق یہ فرمایا کہ کل علماء اور مولوی صاحب بٹالہ یا امرتسر یا لاہور میں ایک جگہ جمع ہوں اور سب مل کر میرے خلاف دعا کریں اور اللہ تعالیٰ سے میری نسبت کوئی نشان طلب کریں اور دعا مانگیں اور اس کے لئے ایک سال کا عرصہ مقرر فرمایا۔ حضور نے اس جلسہ کے لئے پہلے ۱۵ اکتوبر کی تاریخ رکھی جسے بعد میں تبدیل کر کے ۲۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کر دیا۔

مگر افسوس کہ اس دعوت کو قبول کرنے کی بجائے حسبِ معمول مامورِ وقت کی اس دعوت کا جواب سب و شتم سے دیا گیا۔ اربعین کی اشاعت ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کو ہوئی

- اربعین نمبر ۳، نمبر ۴ میں حافظ محمد یوسف ضلعدار نہر کو چیلنج کہ کوئی ایسی مثال پیش کریں جس سے پتہ چلے کہ کوئی جھوٹا مدعی الہام اپنے الہامات کا اعلان کرنے کے بعد ۲۳ سال سے زائد عرصہ تک جیا ہو۔ اس کے لئے حضور نے ۵۰۰ روپے انعام کا اعلان کیا۔

- تحفہ گولڑویہ کی اشاعت اور پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کو چیلنج کہ وہ اس کا جواب دیں۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کو ثالث بنایا گیا کہ وہ خدا کی قسم کھا کر پیر صاحب کے جواب کے بارے میں کہہ دیں کہ یہ مسکت جواب ہے تو ہر دلیل جس کے بارے میں وہ ایسا کہیں اس کے مقابل پر ۵۰ روپے بطور انعام پیر صاحب کو پیش کئے جائیں گے اور پھر فیصلہ اس خدا پر چھوڑا جائے گا جس کی قسم مولوی صاحب نے کھائی ہو گی۔

- حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کا نام ۴ نومبر ۱۹۰۰ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ فرقہ "احمدیہ" رکھا اس کی وجہ

۱۹۰۱ء میں ہونے والی مردم شماری تھی۔ اس نام کی وجہ حضور نے یہ بیان فرمائی کہ اب نبی کریمؐ کی صفت "احمد" کے ظہور کا وقت ہے۔

- اس سال کے آخیر میں جماعت کے احباب کو ہدایت کر دی گئی کہ وہ غیر احمدی امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ اس سے پہلے بھی یہ ہدایت موجود تھی مگر زبانی اور محدود احباب کے لئے اب بذریعہ اشتہار اعلانِ عام کیا گیا
- حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب علاقہ خوست افغانستان کا قبولِ احمدیت۔ دسمبر ۱۹۰۰ء بذریعہ خط۔
- حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کی صدارت میں احمدی نوجوانوں کی ایک مجلس کا قیام جس کا نام حضرت مسیح موعود نے "مجلس تشحیذ الاذہان" رکھا۔
- مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کے بڑے بھائی خان ذوالفقار علی خان صاحب گوہر نے اسی سال بیعت کی۔

۱۹۰۱ء
- انگریزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت اور حضور کی کتب کے انگریزی تراجم کے لئے ایک انجمن اشاعتِ اسلام کا قیام جس کے صدر حضرت مولوی نور الدین اور سیکرٹری خواجہ کمال الدین صاحب مقرر ہوئے۔ اس انجمن کا ابتدائی سرمایہ دس ہزار روپے طے ہوا، ۱۹۰۶ء میں صدر انجمن احمدیہ کے قیام کے ساتھ اس ادارے کو انجمن میں مدغم کر دیا گیا۔
- عربی تفسیر اعجاز المسیح کی اشاعت۔ پیر مہر علی صاحب گولڑوی کو تفسیر نویسی کے چیلنج کا عرصہ ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء تک ختم ہو رہا تھا۔ چنانچہ حضور نے ۲۳ فروری ۱۹۰۱ء کو اپنی طرف سے یہ بے مثل تفسیر شائع کر دی۔
- اعجاز المسیح میں حضور نے چیلنج دیا تھا کہ دنیا بھر کے علماء اور فضلاء مل کر اس کا جواب لکھنے کی کوشش کریں تو نامراد رہیں گے ایک صاحب مولوی محمد حسن صاحب فیضی ساکن بھیں چکوال نے اس کے جواب میں ایک مضمون لکھا مگر ایک ہفتہ کے اندر ہلاک ہو گئے۔
- جمع صلوٰۃ کا نشان متعدد علمی مصروفیات کی بناء پر اکتوبر ۱۹۰۰ء سے فروری ۱۹۰۱ء تک تقریباً پانچ ماہ مسجد مبارک میں ظہر و عصر کی نمازیں جمع ہوتی رہیں اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی کہ مسیح موعود کے زمانہ میں نمازیں جمع کی جائیں گی۔
- ہندوستان کے علماء کو ایک اشتہار مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۱ء کے ذریعے صلح کی پیشکش کہ کوئی دوسرے کے خلاف نہ لکھے مگر یہ پیش کش علماء نے مسترد کر دی۔
- ۷ مارچ ۱۹۰۱ء کو ایک اشتہار کے ذریعے طاعون کی مزید خبر دی۔
- وسط ۱۹۰۱ء کے قریب احمدیت کے پہلے شہید حضرت مولوی عبدالرحمٰن کی کابل میں شہادت۔
- حضور نے ۹ ستمبر کے ایک اشتہار کے ذریعے اپنی کتب کے مطالعہ کے بعد احباب جماعت کے امتحانات کی تجویز پیش کی۔ یہ تجویز خلافت اولیٰ کے دَور میں روبہ عمل آسکی۔

● تعریف نبوت میں تبدیلی کا پہلا تحریری اعلان۔ ایک غلطی کا ازالہ کی اشاعت۔ حضور پر انکشاف ہوا کہ نبوت صرف کثرت مطالعہ و مخاطبہ سے مشرف ہونے کا نام ہے اور اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کے زیر اثر اُمّتی نبی آسکتے ہیں۔ اس لحاظ سے حضور بھی نبی ہیں۔ یہ غلط فہمی بعض احباب جماعت کو تھی اور وہ حضور کو نبی نہیں مانتے تھے اس اشتہار سے اس کی وضاحت ہوگئی۔ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء۔

● آمین کی بابرکت تقریب ۳۰ نومبر کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے ختم قرآن کی تقریب پر حضور نے ایک پُر تکلف دعوت دی۔

● ۱۷ نومبر، برطانوی سیاح مسٹر ڈی۔ڈی ڈکسن کی قادیان میں آمد۔

۱۹۰۲ء ● جنوری کے مہینہ میں ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کا آغاز مغربی ملکوں میں اسلام کی آواز پہنچانے میں اس اخبار کا کردار انتہائی نمایاں رہا۔ حضور کی خواہش تھی کہ اس رسالہ کی اشاعت دس ہزار ہو۔

● اپریل میں اہل ملک کو طاعون سے بچانے کے لئے دافع البلاء کی اشاعت۔ اس میں حضور نے یہ نشان پیش کیا کہ اگر طاعون ستر سال بھی ہندوستان میں رہے۔ پھر بھی قادیان اس سے بچا رہے گا۔ حضور نے ہندوستان کے تمام مذہبی لیڈروں کو اس قسم کا نشان دکھلانے کا چیلنج دیا اور بڑی تحدی کے ساتھ فرمایا کہ اگر کسی جگہ کا کوئی لیڈر ایسا بیان دے کہ اس کا علاقہ طاعون سے بچا رہے گا تو اس کے علاقے میں طاعون ضرور آئے گی مگر کوئی مقابلہ پر نہ آیا۔

● نامور عربی عالم اور مصر کے مشہور رسالہ المنار کے ایڈیٹر السید محمد رشید رضا نے اعجاز المسیح پر تنقید کی اور یہ تعلّی کی کہ اس سے بہتر کتاب سات دن میں لکھی جا سکتی ہے اس پر حضور نے الہدیٰ کے نام سے ۱۲ جون کو ایک عربی تصنیف لکھی اور رشید رضا صاحب کو براہِ راست مخاطب کر کے الہدیٰ کا جواب لکھنے کا چیلنج دیا مگر انہیں یہ چیلنج قبول کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

● نزول المسیح کی تصنیف یہ کتاب حضور کی وفات کے بعد اگست ۱۹۰۹ء میں شائع ہوئی اس میں حضور نے اپنی ۱۲۳ پیش گوئیاں درج فرمائی تھیں جو پوری ہوئیں۔

● چندوں کے نظام کا قیام ۵ مارچ کو ایک اشتہار کے ذریعے آپ نے سلسلہ کی ضروریات پوری کرنے کے لئے پہلی بار چندوں کا باقاعدہ نظام قائم کیا جس کے اوّلین نگران حضرت مولوی عبدالکریم صاحب تھے۔

● کشتیٔ نوح کی اشاعت ۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو شائع ہونے والی اس کتاب میں حضور نے طاعون سے بچنے کے لئے اسلامی تعلیم پر عمل کرنے کی تلقین اور نہایت جامع انداز میں احمدیت کی تعلیم کا خلاصہ پیش کیا۔

● تحفۃ الندوہ، لکھنو کی تنظیم "ندوۃ العلماء" کے احباب کے نام ۲ اکتوبر کے اس اشتہار میں آیت ولا تقول علینا پر سیر حاصل بحث کی اور علمائے ندوہ کو دعوت دی کہ وہ قادیان تشریف لاکر حضور کی صداقت کا ثبوت حاصل کریں۔

- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک بدزبان کشمیری مرتد احمد شاہ شائق عیسائی کی گندی کتاب امہات المومنین کی اشاعت پر حضور نے پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر کو ایک میموریل بھیجا اس کتاب کے بارے میں انجمن حمایتِ اسلام نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ اسے ضبط کیا جائے حضور نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام میں جبر و اکراہ جائز نہیں حکومت اپنے ملکی قوانین کے تحت جو مناسب کارروائی چاہے کرے یہ میموریل ۴؍ مئی ۱۸۹۸ء کو بھجوایا گیا۔
- البلاغ یا فریادِ درد کی اشاعت۔ امہات المومنین جیسی کتب کی اشاعت کے بارے میں حضور نے حکیمانہ رنگ میں یہ جواب دیا کہ ان کا جواب دینے کیلئے مسلمانوں کو متحدہ طور پر ایک شخص کو مقرر کرنا چاہیے جو کہ ٹھنڈے دل سے ان تمام اعتراضات کا جواب دے ایک کمیٹی مقرر کر کے یہ کتاب اردو عربی فارسی اور انگریزی زبان میں مفت طبع کی جائے اس مقصد کے لئے تمام مسلمانوں سے چندہ اکٹھا کیا جائے۔ سرسید احمد خان نے حضور کی اس تجویز کی تائید کی۔
- اپنی جماعت کے لڑکے لڑکیوں کے رشتے طے کرنے کے لئے حضور کا اشتہار کہ جماعت سے باہر رشتے نہ کئے جائیں۔ شادی کے قابل لڑکے لڑکیوں کے لئے ایک رجسٹر کا قیام جس کا نام کتاب البنین والبنات رکھا گیا۔
- مقدمہ انکم ٹیکس اور بریت۔ حکومت پنجاب نے بعض حاسدوں کی مخبری پر حضور پر ایک بڑی رقم کا انکم ٹیکس عائد کر دیا حضور کو بتایا گیا کہ جس ہندو تحصیلدار کے پاس مقدمہ ہے وہ بدل گیا اور ایک مسلمان کے پاس مقدمہ آگیا اور فیصلہ آپ کے حق میں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضور کی چندوں کی آمدنی کو انکم ٹیکس سے بری قرار دے دیا گیا یہ فیصلہ ۷؍ ستمبر کو ہوا۔
- ایام الصلح کی اشاعت۔ اس میں فلسفہ دعا، تقدیر، ایمان اور اپنی صداقت پر دلائل سے روشنی ڈالی گئی۔
- ضرورۃ الامام کی اشاعت۔ اس میں امامت کے بلند منصب کی وضاحت کے ساتھ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار نشان دیئے ہیں عربی فصاحت و بلاغت، قرآنی معارف کا بیان، قبولیت دعا (حضور نے فرمایا میری ۴۰ ہزار دعائیں قبول ہو چکی ہیں) اور غیب کی خبریں بتانے کا نشان اور کوئی نہیں جو اس میں میرا مقابلہ کر سکے۔ یہ کتاب منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کے جواب میں صرف ۱½ دن میں لکھی گئی۔
- منشی الٰہی بخش کھلم کھلا مقابلے پر آئے اور اپنے الہامات پر مبنی ایک کتاب "عصائے موسیٰ" شائع کی جس میں حضرت مسیح موعود کے بارے میں لکھا کہ آپ طاعون میں مبتلا ہو جائیں گے اور آپ پر خدا کا غضب نازل ہوگا۔ اس پر خدا کا غضب منشی الٰہی بخش پر بھڑکا اور وہ حضور کی زندگی میں ہی ۱۱؍ اپریل ۱۹۰۷ء کو طاعون کا شکار ہو کر ہلاک ہو گئے۔
- امن عامہ کے قیام کے لئے حضور کی ایک تجویز۔ حضور نے وائسرائے ہندو کٹر الگیزنیڈر بروس ایلجن کو تجویز بھیجی کہ دس سال کے لئے یہ حکماً ممنوع قرار دے دیا جائے کہ کوئی فریق دوسرے کے مذہب پر حملہ کرے بلکہ اس کی بجائے صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔
- نجم الہدیٰ کی اشاعت یہ کتاب حضور نے ۲۰؍ نومبر کے روز صرف ایک دن میں لکھی اس میں آنحضرت کے کمالات کا نقشہ

● امریکہ کے بعد لندن میں بھی ایک صاحب ریورنڈ جے اینچ سمتھ پگٹ نے ۹ ستمبر ۱۹۰۲ء کو ایک گرجے میں وعظ کرتے ہوئے خدا ہونے اور بعدازاں یسوع مسیح ہونے کا دعوےٰ کیا۔ حضور نے اس کو یکے بعد دیگرے دو اشتہاروں کے ذریعے متنبہ کیا کہ وہ میری آنکھوں کے سامنے نیست و نابود ہوگا۔ پگٹ کے حالات پھر یکایک بدلے اور اس کی عیسائیوں نے اتنی مخالفت کی اس نے اپنے تمام دعاوی کا ذکر چھوڑ دیا اور لندن شہر بھی چھوڑ دیا اور اپنی باقی زندگی کے ۵۲ سال بڑی خاموشی سے گزارے اور گمنامی اور عسرت کی حالت میں مرگیا۔

۱۹۰۳ء ● مواہب الرحمٰن کی اشاعت طاعون کا ٹیکہ نہ لگوانے پر اعتراضات کا جواب اس میں مولوی کرم دین جہلمی کے متعلق پیش گوئی کا بھی ذکر کیا کہ یہ شخص حضور کی عزت پر حملہ کرے گا مگر نامراد رہے گا۔

● مقدمہ مولوی کرم دین مولوی صاحب نے حضور کے علاوہ مولوی عبداللہ صاحب کشمیری اور شیخ یعقوب علی صاحب تراب کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ کیا کہ انہوں نے میرے بہنوئی مولوی محمد حسن فیضی کی سخت توہین کی ہے۔ حضور جہلم تشریف لے گئے جہاں جہاں راستے میں پہنچے بھاری تعداد میں مخلوقِ خدا نے استقبال کیا۔ اس کی پہلی پیشی ۱۷ جنوری تھی اور ۱۹ جنوری کو مجسٹریٹ نے حضور کو باعزت بری کر دیا۔

● دس جنوری کو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری قادیان آئے کہ حضور سے مناظرہ کریں۔ حضور اس سے پہلے انجام آتھم کی اشاعت کے ذریعے اس قسم کے مباحثوں سے دستکش ہو چکے تھے۔ پھر بھی جب مولوی ثناء اللہ صاحب آ ہی گئے تو حضور نے ان کو چند شرائط پیش کیں۔ جو کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے نہ مانیں اور واپس چلے گئے۔

● ۲۲ جنوری حضور کو بذریعہ خواب اطلاع دی گئی کہ زارِ روس کا سونٹا ان کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔

● کرم دین جہلمی کا دوسرا مقدمہ اس میں حضور پر یہ الزام عائد کیا گیا کہ انہوں نے مولوی کرم دین کے متعلق اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں کذاب، لئیم اور بہتانِ عظیم کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جس سے ان کی بے عزتی ہوئی ہے۔

● مقدمہ میں فتح کی جناب الٰہی سے خبر حضور کو جنوری فروری جون اور اگست کے مہینوں میں دی گئی۔

● مقدمہ جہلم سے منتقل ہو کر گورداس پور آ گیا جہاں لالہ چندولال مجسٹریٹ کی عدالت میں آیا جو حضور کا سخت دشمن تھا اس نے بڑی کوشش کی چاہے صرف ایک دن ہی کے لئے سہی مگر حضور کو نعوذ باللہ قید کیا جائے۔ آخر کار خدا کے غضب کی آگ بھڑکی اور چندولال کا اپنے عہدے سے تنزل ہوا اور پھر وہ گورداسپور سے تبدیل ہوگیا۔

● دوسرا مجسٹریٹ مہتہ آتمارام بھی تشدد کی اسی پالیسی پر چلا اور اس نے ۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو حضور کو پانچ سو روپیہ جرمانہ کر دیا جو کہ حضور کے خدام نے وہیں ادا کر دیا۔ بعدازاں مقدمہ کے فیصلہ کے خلاف سیشن جج کی عدالت میں اپیل کی گئی جس نے حضور کو باعزت بری کر دیا اور جرمانہ بھی واپس کر دیا گیا۔

● نسیم دعوت، کی اشاعت قادیان کے آریوں کے سب و شتم کا جواب۔

● "سناتن دھرم" آریوں کی رسم نیوگ کے بارے میں حضور کی بحث
● تعلیم الاسلام کالج کا افتتاح۔ حضور ناسازیٔ طبع کے باعث تشریف نہ لا سکے اس لئے ۲۸ رمئی کو حضور کی طرف سے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے افتتاح فرمایا۔
● حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف کی دردناک شہادت ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء کے روز حضرت صاحبزادہ صاحب کو سنگسار کر کے شہید کیا گیا۔ صاحبزادہ صاحب قادیان سے واپس کابل پہنچے تو ان کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان کا علماء سے مباحثہ کرایا گیا مگر اس کا مضمون عوام پر ظاہر نہ کیا گیا۔ مولویوں نے سنگسار کرنے کا فتوےٰ دیا چنانچہ شہید مرحوم کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا سارا شہر ایک جگہ جمع ہوا۔ پہلا پتھر قاضی نے چلایا۔ اس کے بعد افغانستان کے بادشاہ امیر حبیب اللہ خان اور دیگر لوگوں نے پتھر چلائے اور یوں یہ مقدس روح اپنے مولا کے حضور حاضر ہوگئی۔
● تذکرۃ الشہادتین۔ اس کتاب میں حضور نے صاحبزادہ عبداللطیف شہید کی شہادت کے واقعات کا تفصیلی ذکر کیا۔ یہ کتاب اکتوبر ۱۹۰۳ء شائع ہوئی۔
● تین سو سال تک احمدیت کے عالمگیر غلبے کی پیش گوئی اس کتاب میں حضور نے یہ تاریخی پیش گوئی بھی شامل کی کہ تین سو سال کے اندر اندر دنیا پر احمدیت غالب آ جائے گی۔
● سیرۃ الابدال کی تصنیف اس میں حضور نے اولیاء و اتقیاء کی تیئیس علامات بیان فرمائیں۔ یہ عربی زبان میں پندرہ صفحات پر مشتمل رسالہ ہے جو دسمبر میں شائع ہوا۔

۱۹۰۴ء ۶ فروری ۱۹۰۴ء کو حضور کو الہام ہوا کہ "ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت" اس پیش گوئی کا ظہور پہلے ۱۹۰۵ء میں اور دوسری دفعہ ۱۹۵۰ء میں ہوا۔
● صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی ولادت ۲۵ جون ۱۹۰۴ء
● حضور کا سفر لاہور۔ ۲۰ اگست کو حضور لاہور تشریف لے گئے اور وہاں پر ہر عظیم الشان لیکچر دیئے۔
● بہائی مبلغ حکیم مرزا محمود صاحب زرقانی کی طرف سے حضور　　کو دعوتِ مباحثہ۔ یہ دعوت حضور کو ۲ ستمبر کو ملی ۳ ستمبر کو حضور کا لاہور میں لیکچر تھا اور ۴ ستمبر کو گورداسپور میں پیشی تھی لہٰذا حضور نے فرمایا کہ میں کل ۳ ستمبر کو جو لیکچر دوں گا وہ پیسہ اخبار پورا چھاپ دے اور اسی اخبار میں حکیم زرقانی صاحب اس کا جواب لکھ کر دے دیں تو ساری دنیا کو پتہ چل جائے کہ حق پر کون ہے۔
جواباً زرقانی صاحب نے ۱۵ نومبر کے اخبار میں ایک معمولی سا مضمون لکھا جس میں دلائل کا رد تو کجا اکثر کو چھوا تک نہیں۔
● بعد ازاں حضور　　کے ایک خادم میر قاسم علی صاحب نے حکیم زرقانی صاحب کو دعوت مباحثہ دی مگر وہ راہ فرار

اختیار کر گئے

● ۲۰ اکتوبر کو حضور سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ ریل گاڑی جس جس سٹیشن پر رُکتی عوام کا ایک انبوہِ عظیم جمع ہو جاتا۔ سیالکوٹ پہنچ کر حضور ایک کھلی گاڑی میں اپنی رہائش کی طرف روانہ ہوئے۔ جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد حضور نے ایک تقریر فرمائی

● لیکچر سیالکوٹ ۲۲ نومبر کو حضور نے لیکچر دیا۔ ۳۰ نومبر کو واپسی ہوئی۔ مخلوقِ خدا گھر سے سٹیشن تک ہر جگہ حضور کے دیدار کے لئے ٹوٹی پڑتی تھی۔ یہی حال راستے کے اسٹیشنوں پر ہوا۔

۱۹۰۵ء ● کانگڑہ کا قیامت خیز زلزلہ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء ہزاروں جانیں تلف ہو گئیں۔ حضور نے دوسرے دن ۵ اپریل کو اشتہار "الدعوت" کے ذریعے اہلِ ملک کو اس سے آگاہ فرمایا۔

● اس زلزلے سے قادیان اور دھرم سالہ کی احمدی جماعتیں محفوظ رہیں۔ مگر حضور اس زلزلے کے بعد الدّار سے نکل کر باغ میں فروکش ہو گئے اور یہاں پر ۵ اپریل ۱۹۰۵ء سے ۲ جولائی ۱۹۰۵ء تک مقیم رہے۔

● براہینِ احمدیہ حصہ پنجم کی تصنیف۔ یہ کتاب حضور کی وفات کے بعد شائع ہوئی۔

● جنگِ عظیم کی پیش گوئی۔ یہ پیش گوئی جنگِ عظیم اول ۱۹۱۴ تا ۱۹۱۸ء کی شکل میں پوری ہوئی۔

● مولانا ابوالکلام آزاد اور ان کے بڑے بھائی مولانا ابوالنصر آہ کی قادیان میں آمد۔ مئی کے مہینے میں دونوں بھائی قادیان آئے مولانا ابوالنصر آہ بیعت کر کے گئے۔

● "آہ نادر شاہ کہاں گیا" یہ الہام ۵ مئی کو ہوا اور ۸ نومبر ۱۹۳۳ء کو حیران کن طریق پر پورا ہوا جب کہ والئ افغانستان نادر شاہ کو مجمعِ عام میں قتل کر دیا گیا۔

● حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی وفات ۱۱ اکتوبر۔

● حضرت مولوی برہان الدین صاحب کی وفات۔ ۳ دسمبر۔ ہر دو بزرگوں کی وفات کے بارے میں حضور کو ۱۲ ستمبر کو الہام ہوا۔ دو شہتیر ٹوٹ گئے۔

● بہشتی مقبرہ کا آغاز۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کو پہلے حضور کے حکم پر امانتاً سپردِ خاک کیا گیا۔ پھر جلسہ سالانہ کے موقع پر ۲۷ دسمبر کو حضور نے کثیر تعداد میں احباب کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی اور حضرت مولوی صاحب کے جسدِ خاکی کو جو کہ ایک تابوت میں رکھا ہوا تھا "بہشتی مقبرہ" میں دفن کر دیا۔

● مدرسہ احمدیہ کا آغاز ۲۶ دسمبر کو جلسہ سالانہ کی تقریر میں حضور نے اس مدرسہ کے قیام کا اعلان کیا اور مدرسہ تعلیم الاسلام میں شاخ دینیات کی شکل میں مدرسہ احمدیہ کا آغاز ہوا۔ یہ شاخ باضابطہ طور پر جنوری ۱۹۰۶ء میں کھُل گئی۔

● اس سال کے آخیر میں اخبارِ "وطن" کے ایڈیٹر مولوی انشاء اللہ خان نے ریویو آف ریلیجنز کے بارے میں یہ تجویز پیش کی کہ اس میں حضرت مرزا صاحب کا نام نہ آئے تو وہ دیگر مسلمانوں کو اس اخبار کی اشاعت کی طرف متوجہ کریں گے اور خود

بھی اس کی اشاعت میں حصہ لیں گے۔ مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب نے اس تجویز سے اتفاق کیا اس پر حضرت مسیح موعود ان سے ناراض ہوئے اور احباب جماعت نے بھی صدائے احتجاج بلند کی جس سے یہ تجویز ختم ہو گئی۔

- آخری سفر دہلی ۲۲ اکتوبر کو روانہ ہوئے۔ دہلی میں جاکر بزرگانِ اُمت کی قبور پر فاتحہ پڑھی۔
- ۴ نومبر کو حضور دہلی سے لدھیانہ روانہ ہوئے ۵ نومبر کی شام حضور کا لیکچر ہوا۔
- ۸ نومبر کو صبح امرتسر تشریف لے آئے اور ۹ نومبر کو لیکچر ہوا۔ اس لیکچر کے دوران مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھیوں نے ہلڑ مچایا اور پتھر پھینکے۔ حضور باہر نکل کر گاڑی میں سوار ہوئے۔ جب بھی پتھروں اینٹوں اور جوتوں کی بارش جاری رہی۔ حضور ۱۰ نومبر کو قادیان واپس تشریف لے گئے۔
- سال کے آخر میں حضور کو قرب وصال کے متعلق الہامات ہونے شروع ہو گئے۔
- الوصیت کی اشاعت' ان خبروں کی بنا پر حضور نے نظامِ وصیت جاری کرنے کے لئے یہ رسالہ تصنیف کیا اور بہشتی مقبرہ کے قیام کا اعلان کیا۔ اسی کتاب میں حضور نے جماعت کو اپنے بعد نظامِ خلافت قائم ہونے کی بھی خوشخبری دی۔
- صدر انجمن احمدیہ کا قیام مختلف جماعتی اداروں مثلاً انجمن کارپردازانِ مصالح بہشتی مقبرہ ریویو آف ریلیجنز اور مدرسہ تعلیم الاسلام کو اس بڑی انجمن میں ضم کر دیا گیا۔ ۳۱ جنوری ۱۹۰۶ء کو اس کے قواعد تجویز ہوئے۔ انجمن کے صدر حضرت مولانا حکیم نورالدین اور سیکرٹری مولوی محمد علی صاحب ایم اے مقرر ہوئے۔ ان کے علاوہ ۱۲ افراد رکن مقرر ہوئے۔
- اشتہار تبلیغ الحق' کی اشاعت۔ سیدنا حضرت امام حسینؓ اور اہلِ بیت علیہم السلام سے حضور نے اپنی محبت اور شیفتگی کا بیان اس رسالے میں فرمایا۔
- احمدی اور غیر احمدی میں فرق ۲۶ دسمبر کو جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور کی تقریر۔

۱۹۰۶ء

- انقلابِ ایران کے متعلق پیش گوئی ۱۵ جنوری ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا "تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد" ساڑھے تین سال کے بعد ۵ جولائی ۱۹۰۹ء کو خانہ جنگی اور فساد کے بعد شاہِ ایران مرزا محمد علی کو تخت چھوڑنا پڑا۔ اور یوں یہ پیش گوئی پوری ہو گئی۔
- تقسیم بنگال کی تنسیخ کے متعلق پیش گوئی ۱۹۰۵ء میں تقسیم بنگال ہوئی اور اس کے ساتھ ہی شورش شروع ہو گئی ۱۱ فروری ۱۹۰۶ء کو حضور کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ "پہلے بنگالہ کی نسبت جو حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہو گی" شدید تشدد اور مظاہروں کے باوجود انگریز حکومت نے تقسیم بنگال منسوخ نہ کی اور پھر جب امن ہو گیا تو شہنشاہِ برطانیہ جارج پنجم نے ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء کو اچانک دہلی میں اعلان کیا کہ تقسیم بنگال منسوخ کر دی گئی ہے۔
- چشمہ مسیحی کی اشاعت ایک عیسائی پادری کی کتاب "ینابیع الاسلام" کا مسکت جواب۔

● رسالہ تشحیذ الاذہان کا اجراء یکم مارچ ۱۹۰۶ء رسالے کا نام حضرت مسیح موعود ________ نے رکھا۔ ابتدا میں یہ ایک ماہی رسالہ تھا اور اس کے ایڈیٹر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد تھے۔

● چراغ الدین جمونی کی ہلاکت کا نشان۔ یہ شخص احمدیت چھوڑ کر نبی اور رسول ہونے کا دعوےٰ کرتا تھا۔ حضور کو بتایا گیا کہ اگر اس نے توبہ نہ کی تو ہلاک ہوگا۔ اس کے بعد اس نے حضور کے خلاف مباہلہ کی ایک دعا لکھی اور آخر کار ۴۔اپریل کو طاعون کا شکار ہو کر مسیح موعود کی صداقت پر ابدی مہر ثبت کر گیا۔

● عبدالحکیم پٹیالوی کا جماعت سے اخراج۔ اس کا کہنا تھا کہ صرف خدا کی توحید کو ماننا کافی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماننا ضروری نہیں اس پر حضور نے اسے جماعت سے نکال دیا۔ اس نے حضور کی وفات کی پیش گوئی کی کہ مگر سب جھوٹی نکلیں۔

● حقیقۃ الوحی کی اشاعت۔ دورِ مسیحیت کی سب سے ضخیم اور جامع کتاب ہے۔ اس میں حضور نے اپنی صداقت کے دو سو نشانات بیان فرمائے ہیں۔

● پادری احمد مسیح سے حضرت میر قاسم علی صاحب نے دہلی میں مسیح کے صلیب پر فوت ہونے کے بارے میں مباحثہ کیا۔ پادری احمد مسیح نے تسلیم کیا کہ میں ہار گیا ہوں مگر کہا کہ میرا ہارنا قوم کا ہارنا نہ سمجھا جائے۔ مسیحی قوم میں اور لوگ بڑے عالم فاضل موجود ہیں۔

● میر قاسم علی صاحب نے پادری صاحب کا تعاقب جاری رکھا اور انہیں مباہلہ کی دعوت دی۔ احمد مسیح نے کہا کہ مباہلہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ میں مباہلہ قبول کرتا ہوں مگر کچھ اور پادری بھی یہ لکھ کر دیں کہ احمد مسیح کا مغلوب ہونا ہمارا مغلوب ہونا سمجھا جائے گا تب تو فائدہ بھی ہے۔ اس پر پادری صاحب راہِ فرار اختیار کر گئے۔

● تجلیاتِ الٰہیہ کی تصنیف وسط مارچ میں یہ رسالہ تالیف فرمایا مگر حضور کی زندگی تک نامکمل رہا اور بعد ازاں اسی حالت میں ۲۹ مارچ ۱۹۲۲ء کو شائع ہوا۔ اس میں حضور نے سلسلہ احمدیہ کے عالمگیر غلبے کی خبر دیتے ہوئے وہ معرکہ آرا پیش گوئی فرمائی جو کہ ۱۹۷۹ء میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے نوبل انعام حاصل کرنے سے ایک رنگ میں پوری ہو گئی۔

● حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کا نکاح ۱۵ نومبر کو ہوا اور ۹ مئی ۱۹۰۹ء کو شادی ہوئی۔

۱۹۰۷ء ● طاعون کا حملہ شدت اختیار کر گیا اور حضرت مسیح موعود کے مخالف ایک ایک کر کے مرنے لگے ۱۹۰۷ء سے پہلے بھی بہت سے مخالفین مرے اور اس سال نمایاں مرنے والوں میں حضور کا ازلی دشمن مولوی سعداللہ لدھیانوی جنوری کے پہلے ہفتے میں مرا اس کے متعلق حضور کی پیش گوئی تھی کہ یہ ابتر رہے گا۔ چنانچہ اس کا بیٹا بھی لاولد رہ کر فوت ہوا۔

● قادیان کے آریہ اور ہم" کی اشاعت قادیان سے آریوں کے ایک اخبار شبھ چنتک نے بدزبانیوں کی حد کر دی۔ چنانچہ اس اخبار کا سارا عملہ طاعون کا شکار ہو کر مرا۔ اس میں ایڈیٹر سومراج مینجر اچھر چند اس کا بھائی بھگت رام شامل تھے۔ پہلے ان کی اولادوں پر طاعون آئی پھر یہ خود بھی لقمہ اجل ہو گئے۔

- کتے کے کاٹے کا ایک مریض عبدالکریم صاحب ولد عبدالرحمٰن صاحب طالب علم مدرسہ احمدیہ کو بیماری کے آثار نمودار ہونے کے بعد جب کہ ڈاکٹروں نے بالکل جواب دے دیا کہ اس مرض کا دنیا میں کوئی علاج نہیں تو یہ مریض حضرت مسیح موعود کی دعا سے معجزانہ طور پر ٹھیک ہو گیا۔
- مولوی ثناء اللہ امرتسری کی مباہلہ پر آمادگی اور پھر فرار۔ ۱۵ اپریل کو حضور نے مولوی ثناء اللہ کو مباہلے پر آمادہ کرنے کے لئے اشتہار لکھا۔ اس کی عبارت اتنی زوردار تھی کہ مولوی صاحب کو اپنی موت نظر آنے لگی چنانچہ انہوں نے لکھا کہ "کوئی ایسا نشان دکھاؤ جو ہم بھی دیکھ کر عبرت حاصل کریں مر گئے تو کیا دیکھیں گے"۔ چنانچہ ان کو منہ مانگا نشان دکھایا گیا اور وہ حضرت اقدس کی وفات کے بعد ایک لمبا عرصہ زندہ رہے۔ ساری عمر احمدیت کی مخالفت میں اتنی کتابیں لکھیں کہ کہتے تھے کہ مجھے خود ان کی تعداد یاد نہیں مگر وہ احمدیت کی بے مثال ترقی کی رفتار روکنے میں قطعی ناکام رہے اور اسی حسرت سے مر گئے۔
- ملکی شورش سے علیحدہ رہنے کی نصیحت تقسیم بنگال کے خلاف شورش بڑھ گئی تو ۷ مئی ۱۹۰۷ء کو حضور نے احباب جماعت کو متنبہ کیا کہ کسی قسم کی شورش میں حصہ نہ لیا کریں۔
- حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو سوا آٹھ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ صاحبزادہ صاحب بہت چہیتے تھے۔ ان کی بیماری کے دوران کسی کو خواب آئی کہ صاحبزادہ صاحب کی شادی ہوئی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس کی تعبیر تو موت ہے لیکن خواب اصل صورت میں پورا کر دیا جائے تو یہ موت ٹل بھی جاتی ہے۔ چنانچہ حضور نے صاحبزادہ صاحب کی شادی مریم بنت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب سے کر دی۔
- وقف زندگی کی پہلی منظم تحریک ستمبر ۱۹۰۷ء اس پر ابتداء میں تیرہ احباب نے لبیک کہا اور ان کے نام ایک رجسٹر میں درج کئے گئے۔
- آریہ سماج وچھو والی لاہور کی مذاہب کانفرنس میں حضور کا مضمون ۳ دسمبر کو پڑھا گیا۔ مضمون حضرت مولانا نورالدین نے پڑھا۔
- ۴ دسمبر کو اسی جلسے میں سیکرٹری آریہ سماج نے بڑی بدزبانی کی اور بانیٔ اسلام کی ذات پر طرح طرح کی تہمتیں لگائیں۔ حضور کو اس کی خبر ہوئی تو آپ اپنی جماعت کے لوگوں پر ناراض ہوئے کہ تم لوگ اس مجلس میں کیوں بیٹھے رہے۔ اس قسم کا غصہ حضور کو بہت ہی کم آیا۔
- آخری جلسہ سالانہ حضرت اقدس کی پہلی تقریر ۲۷ دسمبر اور دوسری ۲۸ دسمبر کو ہوئی۔

۱۹۰۸ء چشمۂ معرفت کی تصنیف و اشاعت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام پر آریہ سماجیوں کے حملوں کا جواب دینے کے لئے ۱۵ مئی کو یہ کتاب شائع کی۔

- گورو ہر سہائے ضلع فیروز پور میں باوا نانک کے تبرکات میں قرآن شریف "کا انکشاف ہوا اس پر حضور نے ۷ افراد پر مشتمل

ایک وفد تحقیق کی غرض سے بھجوایا۔ وفد کی واپسی پر حضور نے چشمہ معرفت میں اس کی تمام تفاصیل لکھیں اور ہندو اور سکھ احباب پر حُجّت تمام کر دی۔

- حضرت سیدہ (نواب) مبارکہ بیگم صاحبہ کا نکاح ۱۷ فروری کو رئیس مالیر کوٹلہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب سے ۵۶ ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا گیا۔ رخصتانہ ۱۴ مارچ ۱۹۰۹ء کو ہوا۔
- سر ولیم جیمز فنانشل کمشنر ایک روزہ دورے پر ۱۲ مارچ کو قادیان آئے اور حضرت مسیح موعود سے بھی ملاقات کی۔
- آخری سفر لاہور ۲۷ اپریل ۱۹۰۸ء کو قادیان سے روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل حضور نے وہ حجرہ بند کیا جس میں حضور تصنیف کا کام کیا کرتے تھے اور فرمایا، "اب ہم اس کو نہیں کھولیں گے۔"
- حضور لاہور پہنچتے ہی تبلیغ و تربیت کے کام میں مصروف ہو گئے۔ سلطان ابراہیم اور محمد علی جعفری صاحب وائس پرنسپل اسلامیہ کالج نے ملاقات کی شرف حاصل کیا۔
- انگلستان کے ماہر ہیئت دان پروفیسر ریگ ۱۲ مئی کو حضور سے ملے۔ دوسری ملاقات ۱۸ مئی کو ہوئی جس سے ان کے خیالات میں ایک انقلاب آ گیا۔ پروفیسر صاحب بعد میں احمدی مسلمان ہو گئے
- سر فضل حسین کی ملاقات۔ یہ مسلمانوں کے مشہور سیاسی لیڈر تھے۔
- پبلک لیکچر ۱۷ مئی کو ہوا۔ حضور اسہال کی وجہ سے شدید بیمار تھے مگر آپ نے کسی غیبی طاقت سے مدد پا کر گیارہ بجے سے لے کر ایک بجے تک شاندار تقریر کی۔
- اخبار عام نے ۲۳ مئی کی اشاعت میں یہ خبر دی کہ گویا حضور نے لاہور کے لیکچر میں اپنی نبوت سے انکار کر دیا ہے۔ اس پر حضور نے اخبار کو ایک مفصل خط کے ذریعے اس کی تردید بھجوائی۔
- آخری تقریر ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کو حیاتِ مسیح کے رد میں اپنے خدام کے سامنے ایک مفصل تقریر فرمائی۔ یہ حضور کی آخری تقریر تھی۔
- پیغامِ صلح کی تصنیف۔ اس میں حضور نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور صلح کا شاندار پیغام دیا۔ یہ مضمون حضور نے بڑی تیزی سے لکھا اور ۲۵ مئی کی شام کو قریباً مکمل کر کے کاتب کے سپرد کر دیا۔
- آخری سیر ۲۵ مئی کو عصر کے بعد حضور کرایہ کی گھوڑا گاڑی میں سیر کے لئے تشریف لے گئے۔
- مرض الموت ۲۵ مئی کو شام کا کھانا کھانے کے چند منٹ بعد ہی اسہال کی حاجت ہوئی۔ گیارہ بجے رات طبیعت بیحد کمزور ہو گئی۔ حضرت مولوی نورالدین اور ڈاکٹروں نے علاج شروع کیا۔ مگر کمزوری لحظہ بہ لحظہ بڑھتی گئی۔ اس وقت آپ کے منہ سے جو الفاظ نکلتے تھے وہ "اللہ میرے پیارے اللہ" تھے۔
صبح کی نماز حضور نے بستر پر ہی لیٹے لیٹے تیمم کر کے پڑھی۔
- وصالِ مبارک ۲۶ مئی کو نو بجے کے بعد حالت زیادہ تشویشناک ہو گئی اور سانس لمبا لمبا اور کچھ کچھ کرا نا شروع ہوا۔ حضرت

اماں جان دُعا میں مصروف تھیں۔ آخیر میں جب نزع کا وقت ہوا تو آپ نے فرمایا۔

"اے میرے پیارے خدا یہ تو ہمیں چھوڑتے ہیں مگر تُو ہمیں نہ چھوڑیو"

قریباً ساڑھے دس بجے دو ایک دفعہ لمبے لمبے سانس آئے اور روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

- وفات کے وقت حضور کی عمر سوا تہتر سال تھی۔ منگل کا دن تھا اور شمسی تاریخ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء تھی جو کہ جدید تحقیق کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم وصال بھی ہے۔
- شام آٹھ بجے جنازہ قادیان پہنچایا گیا۔ اور حضور کا جسدِ خاکی بہشتی مقبرہ سے ملحق مکان میں رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد انتخابِ خلافت ہوا۔ حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب پہلے جانشین قرار پائے اور جس کے بعد حضرت خلیفۂ اوّل نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور صبح ۶ بجے کے قریب تدفین عمل میں آئی۔

اس مقالے کا ماخذ مکرم ومحترم مورخِ احمدیت مولانا دوست محمد صاحب شاہد کی مؤلفہ کتب تاریخ احمدیت کی جلد دوم اور سوم ہیں۔

آفتاب احمد بسمل کراچی

"نحن انصار اللہ"

للہ الحمد کہ اللہ کے انصار ہیں ہم
اس کی خوشنودی کے ہر لحظہ طلبگار ہیں ہم

گرچہ اک ذرّہ ناچیز ہیں دُنیا کے لیے
چشمِ مولا میں مگر کوہِ گراں بار ہیں ہم

قوّتِ فیض لدنّی سے ہیں مثلِ فولاد
بادی الرائے میں کمزور ہیں لاچار ہیں ہم

اہلِ دُنیا کی نگاہوں میں ہیں دیوانے مگر
سرفروشی کا ہو میدان تو ہشیار ہیں ہم

سرفرازی پہ ہماری نہ ہو کیوں رشکِ شہاں
ذرۂ خاکِ رہِ احمدؐ مختار ہیں ہم

ہم سے روشن ہیں زمانے میں رہِ صدق و وفا
نوعِ انساں کے لئے مطلعِ انوار ہیں ہم

ہم سے زندہ ہیں روایات خلوص و ایثار
اپنے بدخواہوں کے بھی مونس و غمخوار ہیں ہم

سربکف رہتے ہیں اسلام کی خاطر ہر دم
جان دینے کے لئے ہر گھڑی تیار ہیں ہم

بات جو کہتے ہیں وہ کر کے دکھا دیتے ہیں
اہلِ گفتار نہیں صاحبِ کردار ہیں ہم

ہم سے وابستہ ہے دُنیا کی فلاح و بہبود
اہلِ عالم کے لئے ابرِ گہربار ہیں ہم

ہم ہیں مامور پئے کسرِ صلیب و تثلیث
کفر و الحاد سے بھی برسرِ پیکار ہیں ہم

ہم ہیں اس عہد میں احیائے حقیقی کے نقیب
عصرِ حاضر میں نئی دُنیا کے معمار ہیں ہم

ہم ہی اسلام کی تائید میں ہیں سینہ سپر
کفر کے سامنے کھینچی ہوئی تلوار ہیں ہم

آج مذہب سے ہے بیگانہ و غافل دُنیا
خدمتِ دیں کے لئے چوکس و بیدار ہیں ہم

ساری دُنیا کی ہدایت ہے ہمارے ذمّہ
نوعِ انسان کے ہمدرد ہیں غمخوار ہیں ہم

موردِ احسنِ تقویم ہیں از فضلِ خدا
خالقِ ارض و سماوات کا شہکار ہیں ہم

حضرت عیسیٰؑ کا وجود تاریخی لحاظ سے

(۴ق م تا ۳۰ء)

> حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں یہ تحقیقی مقالہ مکرم مرزا مقصود احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ پشاور نے بہت محنت سے مُرتّب فرمایا ہے۔ جَزَاہُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاء
> تاہم تحقیقی امُور میں کوئی چیز حرفِ آخر نہیں ہوتی۔ ادارہ اس بارہ میں جماعت کے دوسرے محققین کو دعوتِ تحقیق دیتا ہے۔
> (ایڈیٹر)

حضرت عیسٰے کے وجُود کے بارہ میں سب سے ابتدائی غیر عیسائی اشارہ جوزفس کی کتاب " اینی کوٹیز آف دی جیوز (ANTIQUITES OF THE JEWS) میں ملتا ہے جو کہ ۹۳ سنہ میں لکھی گئی وہ یہ ہے۔

" اس زمانے میں جیسس (JESUS) رہتا تھا ایک نیک اور پارسا آدمی (اگر اسکو آدمی کہا جائے) کیونکہ اس نے حیران کن کام دکھائے اور لوگوں کو اعلیٰ تعلیم دی وہ صداقت اور سچائی کا خوشی سے استقبال کرتا تھا بہت سے یہودی اور یُونانی اس کے پیروکار تھے وہ مسیح تھا۔"

جوزفس کی اس تحریر میں حقیقت کا عنصر موجود ہے۔ اس تحریر میں وہ حضرت عیسےؑ کی تعریف ایسے وقت میں کرتا ہے جبکہ یہُودی اور رومن بڑی شدّت سے عیسائیّت کے خلاف تھے۔ طالمودی شو کے حوالے موجود ھیں۔ اور وہ بہت ہی بعد کے زمانے

کے ہیں۔ لادینی ادب میں حضرت عیسےٰؑ کے متعلق ذکر ۱۱۱ء میں پلائنی صغیر (PLINY YOUNGER) کے ایک خط میں ملتا ہے اس خط میں اس نے سیزر ٹراجن سے عیسائیوں کے ساتھ سلوک کے متعلق رائے یا حکم مانگا تھا پانچ سال بعد ٹیسی ٹس (TACITUS) نے نیرو (NERO) کے دور میں عیسائیوں پر ظلم و تشدد بیان کیا کہ رومن حکومت میں ۶۴ء میں عیسائیوں کی ہر جگہ کتنی تعداد تھی۔

"یہ اس وقت کی بات ہے جب ٹیکسلا میں سینٹ تھامس کا بادشاہ کے ساتھ ملاقات کا ذکر تاریخی شواہد سے ملتا ہے۔"

۱۲۵ء میں سوٹونئیس (SUETONIAUS) بھی عیسائیوں پر اسی جبر و تشدد کا ذکر کرتا ہے ۵۲ء میں کلائیڈس (CLAUDIUS) شہنشاہ روم ان یہودیوں کے روم سے اخراج کا حکم صادر کرتا ہے جو حضرت عیسےٰؑ کے بہکائے ہوئے ہیں اور لوگوں میں اضطراب پھیلا رہے ہیں ————— اس بیان کو تقویت ایکٹس آف اپاسلز (ACTS OF APOSTLES) سے ملتی ہے کیونکہ ایکٹس آف اپاسلز میں یہودیوں کے روم چھوڑنے کا ذکر موجود ہے جو کلائیڈس کے حکم کے تحت ہوا تھا۔ حضرت عیسےٰؑ کے وجود کا ذکر تاریخی لحاظ سے سینٹ پال کے خطوط سے ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ عیسائیوں کے مطابق ۶۴ء سے پہلے لکھے ہوئے خطوط بلاشک و شبہ تاریخی اہمیت رکھتے ہیں گو ان میں بھی مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ ردّ و بدل ہوتا رہا ہے۔ کم از کم پال کا وجود تاریخی لحاظ سے شک و شبہ سے بالا ہے یا پال کا حضرت عیسےٰؑ سے دمشق کے نزدیک یا دمشق میں ملنا تاریخی لحاظ سے ثابت ہے یہ ملاقات حضرت عیسےٰؑ کے صلیب دیئے جانے کے ایک سال بعد میں ہوئی۔ یہ وہ وقت تھا جب حضرت عیسےٰؑ نے فلسطین سے بھاگ کر پناہ لی تھی۔ وادیٔ قمران کے صحیفوں سے پتہ چلا کہ حضرت عیسےٰؑ نے صلیب سے بچنے کے بعد دمشق کے جنوب میں ایک ریگستان میں اپنا خفیہ مرکز قائم کیا اور اپنی تبلیغ کے کام کو جاری رکھا یہ مرکز بھی عیسین فرقے کے نظام کے تحت قائم ہوا۔ اس طرح سینٹ پال کا سینٹ جان۔ سینٹ پیٹر اور حضرت عیسےٰؑ کے بھائی سینٹ جیمز سے ملنا جلنا تاریخی لحاظ سے ثابت ہے۔

ایک تاریخ دان کو گاسپلز (GOSPELS) میں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے پہلی دو عیسوی صدیوں میں بے شمار گاسپلز اناجیل ہیں سے ہم تک صرف چار پہنچی ہیں۔ انگریزی زبان کی انجیل یونانی انجیل سے ترجمہ کی گئی ہے یہ یونانی انجیل مارک نے یونانی میں لکھی۔ گاسپل کے معنی خوشخبری ہے۔ مارک گاسپل کے بالمقابل یونانی لفظ یوانجلین (EUANGELIAN) سے آغاز کرتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مسیح نازل ہو گیا ہے اور خدا کی بادشاہت تیار ہے میتھیو مارک اور لیوک کے گاسپلز ایک جیسے ہیں۔ ان کے بیانات اور مطالب متوازی چلتے ہیں۔ لیکن بعض جگہوں میں کافی تضاد بھی ہے یہ انجیلیں ہر دلعزیز یونانی بول چال کوئینے (KOINE) میں لکھی گئی ہیں گو ادبی لحاظ سے اس کا معیار ادنےٰ ہے اور اس کا انگریزی ترجمہ شاہ جیمز (KING JAMES) کے

لئے کیا گیا تھا۔ جو انتہائی غلط طور پر کیا گیا۔

سب سے پرانی انجیل جو لکھی گئی وہ تیسری صدی مسیح کی ہے اصل انجیل ۶۰ء اور ۱۲۰ء کے درمیان تشکیل دی گئی اس لئے تیسری صدی تک یہ بہت زیادہ ردّ و بدل کا شکار رہی اور نقل تیار کرانے والے فرقے اپنے خود ساختہ دینی اغراض و مقاصد کے لئے انجیل میں من مانی تبدیلیاں برپا کرتے رہے اس ردّ و بدل کی رفتار مرورِ زمانہ کے ساتھ زیادہ پکڑتی گئی ۱۰۰ء سے قبل کے عیسائی علماء توریت زبور کے حوالے پیش کرتے تھے اور کبھی بھی انجیل کا حوالہ نہ دیتے تھے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو یہودی مذہب کا پیروکار سمجھتے تھے یعنی یہودیوں کی طرح ایک خدا میں یقین رکھتے تھے تین خدا نہیں مانتے تھے بالفاظ دیگر حضرت عیسٰیؑ کو ایک عام انسان کی حیثیت دیتے تھے سب سے پہلا عیسائی حوالہ پاپی اس (POPIAS) کا ملتا ہے تقریباً ۱۳۵ء میں وہ لکھتا ہے کہ ایک غیر معروف جان کبیر (JOHN THE ELDER) پیٹر کو اپنی یادداشت سے مارک کے ذریعے انجیل تشکیل کرنے میں مدد کرتا رہا یہ جان کبیر کون تھا کیونکہ وہ سینٹ جان جو کہ حضرت عیسٰیؑ کا مشہور و معروف حواری تھا وہ اس جان کبیر سے مختلف ہستی گردانی جاتی ہے۔

یہ دراصل حضرت عیسٰیؑ ہی تھے جو پوشیدہ طور پر گاہے گاہے راہنمائی کرتے رہے اور یہ ہستی فلسطین کے مشرق میں واقع ایشیائی ممالک میں بڑی با اختیار اور ہمہ گیر تھی سینٹ جان حواری اس ہستی کا بار بار حوالہ دیتا ہے پاپی اس (POPIAS) مزید بتاتا ہے کہ میتھیو نے عبرانی زبان میں ترجمہ کیا۔

سینٹ پال عیسٰیؑ کے سولی دینے کے واقعہ کے بعد عیسائیت پر ایمان لایا۔ لیکن بڑی عجیب بات یہ ہے کہ وہ ہمیشہ حضرت عیسٰیؑ کے منہ سے نکلے ہوئے ان الفاظ کے حوالے دیتا رہا جو اس نے حضرت عیسٰیؑ سے خود اپنے کانوں سے سنے اور اس نے کبھی بھی انجیل کا حوالہ نہیں دیا ۱۸۹۷ء اور ۱۹۰۳ء میں گرین فیل اور ہنٹ (GREENFELL AND HUNT) نے مصر میں اکسرن کس (OXYRHYN CHUS) کے کھنڈرات میں حضرت عیسٰیؑ کے کلام (LOGIA) کے لکھے ہوئے بارہ ٹکڑے دریافت کئے جو مروجہ کلام (LOGIA) یعنی انجیل کے حصوں سے مشابہت تو رکھتے ہیں لیکن بڑے فرق کے ساتھ اور ان میں تضاد کا پہلو اتنا نمایاں ہے کہ اس کے حل کا کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا جس کاغذ کے ٹکڑوں پر یہ صحیفے لکھے گئے ہیں وہ تیسری صدی عیسوی کے ہیں۔

تنقید کی رو سے مارک کی انجیل کو سبقت حاصل ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ انجیل ۶۵ء اور ۷۰ء کے درمیان تشکیل پائی اس میں بعض اوقات کسی بات کو بار بار مختلف پیرائے میں دہرایا گیا ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ حضرت عیسٰیؑ کے کلام پر مبنی ہے کیونکہ حضرت عیسٰیؑ کی یہ عادت تھی کہ ایک بات کو بار بار مختلف پیراؤں میں بیان کرتے تھے بعض کا خیال ہے مارک کی انجیل اپنے اندر تاریخ کا کافی مواد لئے ہوئے ہے قدیم رواج اور روایت کے مطابق میتھیو کی انجیل کو مسابقت حاصل ہے جو آرامی (ARAMIC) سے عبرانی میں تشکیل پائی اور ہم تک یہ یونانی میں پہنچی۔

تنقید سے ظاہر ہوتا ہے کہ بجائے میتھیو کے یہ اس کے کسی شاگرد نے لکھی ہے اور ظاہراً یہ ۸۵ء سے

سنہ ۹۰ء کے درمیان تحریر میں لائی گئی اس انجیل کا مقصد صرف یہودیوں کو راہِ راست پر لانا تھا اور یہ انجیل حضرت عیسٰیؑ کے وجود میں توریت کی بہت سی پیش گوئیوں کے پورا ہونے اور مسیح کی کرامتوں اور معجزات کا سہارا لیتی ہے۔

سینٹ لیوک (ST LUKE) کی انجیل پہلی صدی کے آخری دور میں لکھی گئی اور بہت سی بنیادی باتوں میں تبدیلی کی گئی مثلاً عیسائیت میں نہ صرف یہودیوں کو بلکہ باقی لوگوں کو بھی شامل ہونے کی ترغیب دی جائے۔ لیوک خود بھی یہودی النسل نہ تھا بلکہ صرف سینٹ پال کا دوست اور ہم نشین تھا اور ایکٹس آف اپاسلز (ACTS OF APOSTLES) کا مصنف تھا میتھیو کی طرح یہ بھی مارک سے نقل کرتا ہے بہت سی باتیں مارک کی انجیل میں غائب ہیں لیکن میتھیو اور لیوک میں موجود ہیں

چوتھی انجیل میں حضرت عیسٰیؑ کی زندگی کے حالات کے بتانے کی کوشش نہیں کی گئی لیکن دین کے متعلق کافی باتیں تحریر کی گئی ہیں اور باقی انجیلوں سے سینکڑوں تضادات لئے ہوئے ہے اور حضرت عیسٰیؑ کی زندگی کی تصویر مختلف اور متضاد پیرائے میں پیش کی گئی ہے یہ انجیل حضرت عیسٰیؑ کے خاص الخاص حواری سینٹ جان کی لکھی ہوئی ہے سینٹ جان حضرت یحیٰیؑ کا بھی پیرو تھا پھر حضرت عیسٰیؑ پر بھی ایمان لے آیا صلیب کے موقع پر حضرت مریم کے ساتھ حضرت عیسٰیؑ کے سامنے صبر و تحمل سے کھڑا رہا اور سو سال سے اوپر عمر پائی یہ انجیل پہلی صدی کے آخر میں تشکیل پائی۔

مختصراً یہ بلاشبہ ظاہر ہے کہ ایک انجیل سے دوسری انجیل میں بہت زیادہ اختلاف اور تضاد موجود ہے اور بہت سی تاریخی باتیں مشکوک انداز میں بیان کی گئی ہیں توریت و انجیل کی بہت سی پیش گوئیوں کے پورا ہونے کے من گھڑت واقعات پیش کئے گئے ہیں بہت سے حصے اپنی طرف سے اس ممکنہ مقصد کے لئے شامل کر لئے گئے ہیں جو بعد میں راسخ ہونے والے عقیدوں اور گرجوں کے من گھڑت ضوابط کے لئے تاریخی جواز کے طور پر پیش کئے گئے ہیں ان مذہبی راہنماؤں کا یہ یقین تھا کہ تاریخ اخلاقی نظریات کی محض ایک باربردار گاڑی یا ذریعہ ہے۔ چاہے یہ حقیقت سے کتنے ہی دور ہوں وہ باتیں اور تقریریں جو ان انجیلوں میں بیان کی گئی ہیں وہ ان پڑھ حواریوں کی کمزور یاداشتوں کا شکار ہیں یا نقل نویسوں نے غلط اندراج کر دیئے ہیں ان سب باتوں کے باوجود حضرت عیسٰیؑ کی زندگی کے کچھ حصے کی عکاسی ضرور ہوتی ہے گو انجیلوں میں حد درجہ مبالغہ آمیزی کی گئی ہے۔ لیکن پھر بھی تاریخی لحاظ سے کچھ حقیقتیں واضح طور پر اُبھرتی ہیں مثلاً شاگردوں کی موعودہ بادشاہت میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی تگ و دو۔

حواریوں کا حضرت عیسٰیؑ کی گرفتاری کے وقت بھاگ کر تتر بتر ہو جانا اور پیٹر کا انکار حضرت عیسٰیؑ کا گلیل میں معجزہ نمائی میں ناکامی ابتدا میں حضرت عیسٰیؑ کی اپنے مشن میں غیر یقینی حالت۔ مستقبل کے متعلق اپنی لاعلمی کا اظہار صلیب سے قبل دکھ سے بھری ہوئی گھڑیاں یاس اور درد سے صلیب پر چیخنا چند ہی روز میں واقعہ صلیب کے بعد صحت یاب ہو کر پیرو کاروں اور حواریوں میں بود و باش کرنا۔ اپنے دشمنوں سے بچنے کی تگ و دو اور واقعہ صلیب کے بعد حضرت مریم۔ مریم میگدے لینی، سینٹ تھامس اور بعض دوسرے حواریوں کا فلسطین سے غائب ہو جانے کی حقیقت حضرت عیسٰیؑ کی فلسطین سے مشرق میں دوسری جگہ کی زندگی کی غمازی کرتی ہے۔

حضرت عیسٰیؑ کا صلیب سے زندہ بچ نکلنے کا ذکر سکندریہ کے خط میں بڑی تفصیل سے موجود ہے۔ صلیب پر درد و کرب

کے دوران حضرت عیسےٰ کی والدہ اور دوسری عورتوں کی سسکیاں اور شورہ کا سانہڈرن کے سردار اور اس کے رفقاء کا گھوڑوں پر بڑے شان و شوکت سے ڈرامائی طور پر آجانے سے دب جانے کا ذکر بڑے اچھے انداز میں پیش کیا گیا ہے دو ہزار برس قبل کے ان دو تین دنوں کے واقعات بڑے تفصیل سے بیان ہوئے ہیں حضرت عیسےٰ کی ذات کے متعلق اس سے روشن تر حالات کہیں بھی نہیں ملتے۔

وادئ قمران کے صحائف وادئ قمران کے صحیفوں کی دریافت سے حضرت عیسےٰ کے صلیب سے زندہ بچ نکلنے کے بعد کے کلمات کا ایک عظیم ذخیرہ ہاتھ لگا ہے جس نے موجودہ عیسائیت کو جڑوں تک ہلا کر رکھ دیا ہے یہ صحیفے واضح طور پر عقیدۂ کفارہ تین خداؤں کے تصور، صلیب پر حضرت عیسےٰ کی موت وغیرہ کی پُر زور نفی کرتے ہیں ان صحیفوں سے انحراف کا کوئی راستہ موجودہ عیسائیت کے لئے باقی نہیں رہا۔ آثارِ قدیمہ کی موجودہ صدی کی یہ ایسی دریافت ہے جس سے ایک عظیم مذہبی انقلاب برپا ہونے کا امکان ہے۔

رومن ایمپائر

حضرت عیسےٰ فلسطین میں پیدا ہوئے خاندانی لحاظ سے غیر معروف اور غریب تھے۔ ہیرڈ اعظم جو یہودیوں کا آخری اور عظیم الشان بادشاہ تھا وہ حضرت عیسےٰ کی پیدائش سے چند سال پہلے ہی وفات پا چکا تھا ہیرڈ اعظم کی سلطنت شہنشاہ روم کے ماتحت تھی اور اس وقت رومن ایمپائر اپنے سنہری دور سے گذر رہی تھی۔ ان کا دارالخلافہ روم تھا اور بحیرہ روم کے اردگرد کے ممالک انہی کے زیر نگین تھے وسطی شمالی اور مغربی یورپ بھی ان کی عملداری میں شامل تھا۔ پارتھیا کے ساتھ اس عظیم سلطنت کی حدود ملی ہوئی تھیں۔ حضرت عیسےٰ کی پیدائش سے چند سال قبل فلسطین کی حکومت میں بڑی تبدیلیاں رونما ہوئیں اس وقت روم میں عظیم ترین شہنشاہ آگسٹس (AUGUSTUS) کی حکمرانی تھی وہ ۱۴ء میں جب حضرت عیسےٰ اٹھارہ یا انیس سال کے نوجوان تھے فوت ہوا یہ وہ وقت تھا جب حضرت عیسےٰ اپنی والدہ کے ساتھ فلسطین کے ایک گوشے میں ناصرہ کے گاؤں میں خاموشی سے وقت گذار رہے تھے پہلی صدی عیسوی کے رومی شہنشاہوں کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہو گا حضرت عیسےٰ کی زندگی کا پہلی عیسوی صدی کی تاریخ سے گہرا رابطہ ہے حضرت عیسےٰ کی پیدائش کے لگ بھگ یہودیہ کی بادشاہت ختم ہو گئی اور یہ علاقہ براہ راست روم کے تحت آگیا حضرت عیسےٰ کی نوجوانی میں آگسٹس کی وفات سے رومن ایمپائر کا سنہری دور ختم ہو گیا اس صدی کی پہلی تہائی میں صلیب کا واقعہ پیش آیا یہ بھی ایک اہم تاریخی سنگِ میل ہے حضرت عیسےٰ صلیب کی موت سے بچ گئے اس کی گواہی انجیل خود دے رہی ہے اور انجیل کی یہ گواہی تاریخی لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتی ہے چاہے مذہبی عقیدے کی بناء پر اس کا کچھ ہی مطلب لیا جائے اسی طرح پہلی صدی عیسوی میں بعض بڑے اہم واقعات میں حضرت عیسےٰ کے کردار کا پتہ چلتا ہے ۶۹ء میں یروشلم میں یہودیوں اور رومیوں کے مابین ایک خونریز اور فیصلہ کن جنگ ہوئی بعض شواہد سے قیاس کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسےٰ اس وقت وہاں موجود تھے

بہر حال پہلی صدی عیسوی کے سیاسی حالات کا تذکرہ از بس ضروری ہے۔

آگسٹس کے دور میں حضرت عیسےٰؑ نے امن کی زندگی گذاری آیئے دیکھئے جس شہنشاہ کے دور میں حضرت عیسےٰؑ نے اپنا پُرامن پُرمسرت اور خاموش بچپن گذارا وہ کیسا تھا۔

شہنشاہ آگسٹس

یہ اٹھارہ سال کی عمر میں جولیس سیزر جیسے عظیم الشان شہنشاہ کا جانشین بنا اور اکتیس سال کی عمر میں پوری مہذب دنیا کا آقا بنا آدھی صدی تک روم کے تخت پر ڈٹا رہا اور تاریخ قدیمہ میں سب سے بڑی سلطنت کا بانی مبانی بنا ایک ہی وقت میں بےلطف اور دلکش تھا باوجود انتہائی کورا ہونے کے آدھی دنیا اس کی پُجاری تھی صحت کے لحاظ سے ناتواں نحیف تھا اور کوئی خاص بہادر بھی نہیں تھا لیکن دشمنوں کو زیر کرنے میں اس نے بڑی استقامت دکھائی۔ حکومتوں کو استوار کرنے میں ماہر تھا اور اس نے ایسے طریق پر نظم و ضبط کی تشکیل کی کہ ایک وسیع و عریض سلطنت کو دو سو سال تک بے مثال خوشحالی سے ہمکنار کر دیا اس کی صحت تمام عمر خراب رہی اس کے بال سلیٹی رنگ کے تھے چہرہ عجیب وغریب تکونی بھنوئیں ملی ہوئی تھیں اس کی صورت سے طمانیت اور نرمی ٹپکتی تھی۔

سوٹونیس (SUETONIUS) کہتا ہے کہ ایک گال (GAUL) جو اس کو قتل کرنے کی غرض سے آیا تھا اسے دیکھتے ہی اپنا ارادہ ترک کر بیٹھا اس کی کھال بڑی نازک اور داغدار تھی۔ عرق النساء کی تکلیف سے اس کی بائیں ٹانگ لنگڑاتی تھی بعض اوقات کسی نامعلوم بیماری کی وجہ سے دایاں بازو مفلوج سا ہو جاتا تھا ۲۳ ق م میں ٹائیفس جیسی مہلک وبا سے جانبر ہوا اس کے مثانے میں پتھری تھی جو متواتر انتہائی تکلیف کا باعث بنی رہتی وہ اکثر رات کو بے خوابی کا شکار رہتا ہر موسمِ بہار میں اس کے پھیپھڑے سُوج جاتے جب جنوب کی طرف سے ہوائیں چلتیں اس کی آنکھوں میں گکروں کی شکایت ابھر آتی۔ سردی کو برداشت کرنے کی طاقت بہت کم تھی۔ سینے پر اون کی بھاری واسکٹ پہنتا۔ پنڈلیوں پر اُون کی پٹیاں باندھتا اور بیک وقت چار شلواریں پہنتا ان سب پر بھاری چُغہ پہنتا وہ دھوپ میں اپنا سر ننگا نہیں کر سکتا تھا گھوڑے کی سواری سے جلد تھک جاتا اور بعض اوقات میدان جنگ میں ڈولی پر لے جایا جاتا۔ تاریخ کے نازک ترین لمحوں سے گذرنے کے بعد ۲۵ سال کی عمر میں بوڑھا ہو چکا تھا۔ کسی کے گمان میں نہ تھا کہ یہ چالیس سال مزید زندہ رہے گا اور تاریخ پر اپنے گہرے نقوش چھوڑ جائے گا وہ بہت کم اور سادہ غذا کھاتا اس کی کامیابی کا راز اس کی ان تھک کوشش، غیر متزلزل قوتِ ارادی۔ موقع و محل کے مطابق قیافہ شناسی۔ گہری سوچ بچار اور خداداد ذہانت تھی اس نے بے شمار ذمہ داریاں اپنے سر لی ہوئی تھیں وہ بڑے انہماک اور جانفشانی سے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی کوشش کرتا۔

سینٹ کے اجلاس کی باقاعدگی سے صدارت کرتا بے شمار کانفرنسوں میں حصہ لیتا۔ سینکڑوں مقدمات کا خود فیصلہ کرتا تقریبات میں بھی حاضر ہوتا دور دراز کی مہمات کا انتظام کرتا فوج اور صوبوں کی خود دیکھ بھال کرتا اور ہر رستے اور صوبے کا معائنہ کرتا اور انتظامی

کے پڑھ کر سُناتا ۔ تا ایسا نہ ہو کہ کوئی غیر ذمہ دار الفاظ منہ سے نکل جائیں جن کے لئے پچھتانا پڑے تقریر کرنے سے پہلے اپنی بیوی اور دوستوں کو پڑھ کر سناتا وہ مذہب پر یقین کھو چکا تھا لیکن پھر بھی توہمات کا شکار تھا ۔ رعد و برق سے بچنے کے لئے سیل کے چمڑے (SEAL SKIN) کو ہر وقت ساتھ رکھتا اور اچھے بُرے شگون پر یقین رکھتا اور خوابوں کے اشاروں پر عمل کرتا جیسے نپولین کرتا تھا وہ جن دنوں کو منحوس خیال کرتا ان دنوں میں سفر سے اعراض کرتا تھا اس کے برخلاف وہ انتہائی قیافہ شناس اور عملی طور پر برجستہ اور ٹھوس قدم اٹھاتا وہ زندگی کے آخری لمحوں تک انتہائی محتاط رہا اس کا مطمع نظر تھا "تیزی کرو لیکن آہستگی کے ساتھ" عظیم ہستیوں کے برعکس وہ نہایت انکساری سے نصیحت سنتا اور شکریہ ادا کرتے ہوئے اس پر عمل کرتا ۔ ایتھنوڈورس (ATHENODORUS) مشہور یونانی فلاسفر نے آگسٹس کے ساتھ سالہا سال رہنے کے بعد واپس ایتھنز جاتے ہوئے اس کو یہ نصیحت کی کہ جب کبھی غصہ آئے تو جب تک سو تک گنتی نہ گن لو منہ سے کوئی لفظ نہ نکالو ۔ آگسٹس پر اس نصیحت کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ شکریہ ادا کرنے کے بعد اس فلاسفر کو ایک سال مزید ٹھہرنے کی درخواست کرتے ہوئے کہا "خاموشی کوئی خطرہ برپا نہیں کرتی" جولیس سیزر کا بیک وقت ایک عظیم جرنیل اور ایک عظیم سیاست دان ہونا ایک حیران کُن بات ہے لیکن آگسٹس جیسے بے رحم اور روکھے انسان کا رحم و کرم اور جود و سخا کا نمونہ بن جانا اس سے بھی زیادہ حیران کُن ہے وہ آگسٹس جس نے انیٹنی کا موت تک پیچھا کیا اور سسرو کو فورم (روم میں ایک جگہ کا نام) میں پھانسی دینے پر رضامندی ظاہر کی ۔ وہ آگسٹس جو اپنا مطلب حل کرنے کے لئے متواتر پینترے بدلتا رہا ۔ جو جنسی پستی میں گرا رہا انیٹنی اور قلوپطرہ کو باوجود دوستی کے معاف نہ کیا وہی آگسٹس اپنے آخری چالیس سال میں شرافت ۔ اعتدال ۔ انصاف ۔ فیاضی اور تحمل کا ایک اعلیٰ نمونہ بن گیا وہ شاعروں کی مبالغہ آمیز مدح سرائیوں پر ہنستا ۔ آگسٹس نے اپنے جانشین ٹیبریس کو نصیحت کی "بجائے فضول گوئی کے فضول کاموں کا قلع قمع کرنا چاہیئے" ۔ ٹیبریس وہ شہنشاہ تھا جس کے نام پر گلیل کی جھیل پر حضرت عیسٰےؑ کی جوانی کے زمانے میں ایک خوبصورت نیا شہر ٹبریس آباد کیا گیا یہ شہر کیپر نام جو حضرت عیسٰےؑ کا تبلیغی مرکز تھا سے نزدیک تھا لیکن اس شہر میں حضرت عیسٰےؑ کبھی داخل نہیں ہوئے حالانکہ وہ گلیل کے مختلف قصبوں اور شہروں میں کثرت سے تبلیغ کے لئے پھرتے رہے اس کی وجہ ابھی تک تاریخی لحاظ سے معلوم نہیں ہو سکی ۔ آگسٹس اپنے سامنے عدالت میں اپنے دوست وکیلوں کو پیروی کی اجازت نہ دیتا وہ روم میں اپنی آمد و رفت کو ہمیشہ صیغۂ راز میں رکھتا ۔ شان و شوکت سے کتراتا اس کا رہن سہن ایسا تھا جیسا ایک عام شہری کا ہوتا تھا صبح کا وقت عام شہریوں سے ملاقات کے لئے وقف ہوتا اور وہ ہر ایک سے نہایت شرافت سے پیش آتا وہ معمولی سی معمولی درخواست پر بھی غور کرتا ۔ آگسٹس کی داستان لمبی ہے یہاں صرف اتنا ہی تعارف کے طور پر بیان کر دینا کافی ہے ۔

جب حضرت عیسٰےؑ نے انیسویں سال میں قدم رکھا تو آگسٹس ۱۴ء میں ۷۶ سال کی عمر میں وفات پا چکا تھا مرتے وقت اپنی بیوی لیویا سے گلے ملتے ہوئے کہا "ہماری لمبی باہمی زندگی کو یاد رکھنا ۔ الوداع لیویا"

ٹیبرئس ۱۴ - ۳۷ء

آگسٹس کا کوئی بیٹا نہیں تھا۔ اس کی تین بیویاں تھیں۔ لیویا اُس کی آخری اور چہیتی بیوی تھی۔ لیویا کے پہلے خاوند سے لیویا کے دو بیٹے تھے۔ بڑے کا نام ٹیبرئس (TABERIUS) تھا۔ لیویا قدیم اقدار کا نمونہ تھی۔ اعلیٰ کردار کی مالکہ بلند اخلاق میں لاثانی۔ قدرت نے اس کو تیز ذہانت سے نوازا تھا۔ آگسٹس ہر ضروری اور اہم قدم اٹھانے سے پہلے اُس سے مشورہ کرتا اور اُس کی رائے کو سراہتا۔ لیویا اپنے فرصت کے اوقات میں خیرات کا کام کرتی۔ اور بے شمار یتیموں کی سہارا بنی ہوئی تھی۔ ان کے اخراجات اپنی جیب سے ادا کرتی۔ اس نے اس قدر یتیم پال رکھے تھے کہ اس کا محل یتیم خانے کا منظر پیش کرتا تھا۔ آگسٹس کی موت کے بعد لیویا کا بیٹا ٹیبرئس تخت نشین ہوا۔ جس وقت اس نے حکومت سنبھالی اس کی عمر ۵۵ سال تھی۔ ٹیبرئس نے کلائیڈن خاندان کی بنیاد ڈالی۔ اسی خاندان کی بادشاہت کے دوران حضرت عیسیٰ اور عیسائیوں پر ظلم کے پہاڑ ڈھائے گئے۔ کلائیڈن خاندان کے کسی بادشاہ کو بھی خوشی اور کامیابی کی زندگی نصیب نہیں ہوئی۔ اور ہر ایک کی موت غیر طبعی طور پر ہوئی۔ ٹیبرئس نے ۱۴ء سے ۳۷ء تک حکومت کی سن ۳۰ء میں یروشلم میں اسی کے دورِ حکومت میں حضرت عیسیٰ کو یہودیوں کی ترغیب پر صلیب پر چڑھایا گیا۔

ٹیبرئس ماں اور باپ کی طرف سے روم کے سب سے متکبر خاندانوں سے تعلق رکھتا تھا جو نہایت متعصب اور مستقل مزاج لوگ تھے۔ وہ لمبا مضبوط اور اچھے خط وخال کا انسان تھا لیکن اس کے طور وطریق بے ڈھب تھے۔ وہ تنہائی پسند تھا۔ اپنے زمانے کا سب سے سخت اور قابل جرنیل تھا۔ ۲۷ء تک ٹیبرئس کی والدہ لیویا اپنی وفات تک اپنے بیٹے کے ساتھ مل کر بادشاہت کرتی رہی۔ اس کے دَور میں ۳۰ء میں حضرت عیسیٰؑ کو یروشلم میں پیلاطوس کے حکم پر بغیر کسی خاص جواز کے صلیب پر چڑھایا گیا۔ ۳۱ء میں ٹیبرئس کے خلاف قتل کی سازش پکڑی گئی۔ بر وقت پتہ لگنے پر ٹیبرئس کی جان بچ گئی لیکن اس کے بعد حالات بگڑتے گئے۔ ۳۷ء میں نو سال کی خود ساختہ قید کے بعد دورے پر نکلا۔ مائسنم (MISE NUM) کے مقام پر اس کو بیہوشی کا دورہ پڑا اور ایسا دکھائی دیا جیسے فوت ہو گیا ہو۔ لوگ گیئس (GAIUS) کے گرد جمع ہو گئے اور اس کو شہنشاہ بنا دیا۔ اس اثنا میں ٹیبرئس روبصحت ہونا شروع ہوا۔ لیکن گیئس کے کسی خیر خواہ نے ٹیبرئس کے منہ پر تکیہ رکھا اور اس کا کام تمام کر دیا۔ اس طرح مومسن (MOMMSEN) کے مطابق رومن سلطنت کا سب سے قابل ترین شہنشاہ اس دنیا سے کوچ کر گیا۔

اس کو زندگی میں تقریباً ہر قسم کی مصیبت سے پالا پڑا اور مرنے کے بعد بدقسمتی سے ٹیسی ٹس (TACITUS) کے قلم سے دوچار ہونا پڑا۔ ٹیبرئس کی تخت نشینی پر سلطنتِ روما کا سنہری دَور اختتام پذیر ہوا۔ سیجانس (SEJA NUS) ٹیبرئس کا خاص مقرب اس وقت بنا جب شہنشاہ اپنی ماں سے تنگ آ کر روم سے نکل کر جزیرہ کیپری میں رہائش پذیر ہو گیا۔ تمام احکام کی ترسیل سیجانس کے ذریعے ہوتی۔ آہستہ آہستہ اس نے اس قدر رسوخ بڑھا لیا کہ اپنے بہت سے مخالفین کو ملک بدر کرا دیا اور اگری پنا ——— (AGRI PINA) اور اُس کے بیٹے نیرو کو نظر بند کرا دیا جہاں نیرو (یہ شہنشاہ نیرو نہیں ہے) نے خود کشی کر لی۔ سیجانس نے یہاں

تک اپنا راستہ ہموار کرنے کے بعد تخت چھیننے کی کوشش کی۔ اور ٹیبر ئیس کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ یہ عجیب بات ہے کہ سنہ ۳۰ء میں حضرت عیسیٰ کو ٹیبر ئیس کے زمانے میں صلیب پر چڑھایا گیا۔ اور ایک سال کے اندر اس کے قتل کا منصوبہ بنا۔ اس دفعہ ٹیبرئیس کی جان تو بچ گئی لیکن چھ سال انتہائی غم و یاس کی زندگی کاٹنے کے بعد مارا گیا۔ یہ تھا انجام اس قابل ترین شہنشاہ کا جس کے زمانے میں حضرت عیسیٰؑ کو صلیب پر بیگناہ بے سر و سامانی کی حالت میں چڑھایا گیا۔ جب ٹیبرئیس مرا تو لوگوں نے ٹیبرئیس کو دریائے ٹائبر میں پھینک دو کے نعرے لگائے۔ اور اس طرح اس کی موت پر خوشی کا اظہار کیا۔

شہنشاہ گیئس جرمینی کس

عُرف کالی گولا

ٹیبرئیس کی المناک موت پر گیئس جرمینی کس عرف کالی گولا تخت نشین ہوا۔ اس کا باپ مشہور جرنیل جرمینی کس اور ماں اگریپا تھی۔ گیئس کو پیار سے کالی گولا کہتے تھے۔ کالی گولا کے باپ کی ماں انیٹونی کی بیٹی تھی۔ اور اس کی ماں کی ماں آگسٹس کی بیٹی تھی۔ بادشاہت کے نشے کے زہر نے اُس کے دماغ کو بُری طرح متاثر کیا ہوا تھا۔ ذمہ داری اور خاموشی سے کام کرنے سے ایک حکمران کے ہوش و حواس قابو میں رہتے ہیں۔ حکمران کے لئے احتیاط اور سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا اشد ضروری ہے۔ کوئی فانی ہستی طاقت اور عقلمندی کا مجسمہ نہیں بن سکتی۔ جب کالی گولا کی دادی انٹونیہ (انیٹونی کی بیٹی) نے اس کو نصیحت کی تو اس کا جواب یہ تھا "یاد رکھو کہ یہ میرا حق ہے۔ جو سلوک چاہوں کسی سے کر سکتا ہوں" ایک دفعہ ایک دعوت میں اعلان کیا کہ میں چاہوں تو تم سب کو ابھی قتل کروا سکتا ہوں۔ جب کبھی بھی اپنی بیوی یا داشتہ سے گلے ملتا تو نہایت متانت سے بُڑبڑاتا "جس وقت چاہوں یہ خوبصورت سر میرے حکم پر اڑایا جا سکتا ہے"۔ وہ انتہائی بھیانک کردار کا آدمی تھا۔ اُس نے خدائی کا دعوٰے بھی کیا۔ اُس نے بے دردی سے روپیہ پیسہ خرچا اور چند ہی سال میں خزانے کا صفایا کر دیا۔ پھر رعایا پر ٹیکسوں کی بھرمار کر دی تین سال بعد اس کے خلاف سازش پکڑی گئی۔ جب اس کا راز فاش ہوا تو بہیمانہ انتقام لیا۔ چنانچہ ایک ظلم و ستم کا طوفان مچا دیا۔ اُس نے کوتوالوں کو حکم دیا کہ مجرموں کو چھوٹے چھوٹے زخموں سے ہلاک کیا جائے تاکہ اُن کو مرنے کا احساس ہو۔ اُس نے اپنی نیک دادی انٹونیہ کو اپنے آپ کو ہلاک کرنے پر مجبور کیا۔ جب گلیڈی ٹوریل GLADIATORIAL کھیلوں کے لئے پالتو درندوں کے لئے گوشت کی کمی محسوس کی گئی تو اس نے حکم دیا کہ لوگوں کی بہبود کی خاطر گنجے قیدیوں کے گوشت سے درندوں کی خوراک کی کمی پوری کی جائے۔ بڑے بڑے معزز آدمیوں کو دہکتے لوہے سے داغنا یا اندھیری سرنگوں میں ڈال دیتا یا درندوں کے آگے پھینک دیئے جاتے یا پنجروں میں جکڑ کر آری سے دو ٹکڑوں میں چیر دیئے جاتے۔ اُس نے آخر میں اپنے آپ کو جوپیٹر دیوتا کے برابر گردانا۔ جوپیٹر کے بت سے باتیں کرتا اور ایک ایسا آلہ بنوایا جس سے بادلوں کی کڑک کا جواب کڑک میں دیتا۔ جیسی گرج ہوتی ویسا ہی ترکی بہ ترکی جواب میں گرجتا۔ اس نے اپنا ایک مجسمہ یروشلم میں ہیکل میں بھی نصب کرنے کا حکم دیا۔ یہ یہودیوں کی سخت توہین تھی۔ اور اُن کے مذہب میں ایک ظالمانہ دخل اندازی تھی ہیکل کی

یہ انتہائی بے حرمتی حضرت عیسیٰؑ کے صلیب دیئے جانے کے بعد واقعہ ہوئی اور عیسائیوں کے تصور میں یہ یہودیوں پر خدا کا عذاب تھا۔ اس کے ایک۔ باڈی گارڈ نے ایک دن کالی گولا کو ۴۱ء میں محل کے ایک خفیہ راستے سے گذرتے ہوئے قتل کر ڈالا۔ لوگوں کو یقین دلانے کے لئے اس کی آخری بیوی کو بھی قتل کیا گیا اور اس کی بیٹی کا سر دیوار سے ٹکرا کر اس کا بھیجا نکال دیا۔ اس دن کالی گولا کو پتہ چلا کہ وہ دیوتا نہیں تھا۔

کلاڈیس CLAUDIUS

کلاڈیس سنہ ۱۰ ق م میں پیدا ہوا۔ اور جس وقت تخت نشین ہوا اس کی عمر پچاس برس ہو چکی تھی۔ اور حضرت عیسیٰ کی عمر اس وقت پینتالیس برس تھی۔ اور اس کی تاجپوشی سے آٹھ سال قبل حضرت عیسیٰ کو صلیب پر لٹکایا گیا تھا۔ وہ انیٹونیہ اور ڈروسس کا بیٹا تھا یعنی آگسٹس کی بہن اکٹویہ اور انٹونی کا پوتا تھا۔ وہ بہت لمبا اور مضبوط تھا۔ اس کے بال سفید ہو چکے تھے لیکن بچپن کی بیماریوں نے اُس کے ڈھانچے کو کمزور کر دیا تھا۔ اس کی ٹانگیں بڑی پتلی تھیں اور چلنے میں لڑکھڑاتی تھیں۔ جب چلتا تھا تو اس کا سر لرزتا تھا۔ اس کی زبان ہکلاتی تھی اور اس کا قہقہہ زوردار تھا۔ جو ایک شہنشاہ کے لئے مناسب نہیں دکھائی دیتا۔ غصے میں اُس کے منہ سے جھاگ نکلتی اور ناک سے پانی ٹپکنے لگتا وہ نفیس شراب اور اعلیٰ غذا کا دلدادہ تھا۔ اسی لئے اس کو گاؤٹ کی تکلیف تھی۔ اس کی پرورش مستورات اور آزاد شدہ غلاموں کے ہاتھوں ہوئی جس کی وجہ سے اُس میں بزدلی پیدا ہو گئی تھی۔ وہ حساس طبیعت کا مالک تھا۔ یہ تمام خصوصیات ایک شہنشاہ کے لئے تباہ کن ہیں۔ اُسے تخت نشینی سے قبل حکومت کرنے کے بہت کم مواقع ملے۔ اُس کے رشتے داروں کی نظر میں وہ ایک کمزور دماغ والا ناکارہ انسان تھا۔ اُس کی ماں جس نے آکٹویہ کی شرافت ورثے میں لی تھی۔ اس کو "نامکمل دیو" کہتی۔ جب کبھی وہ کسی احمق کی مثال دیتی تو کہتی یہ میرے بیٹے کلاڈیس سے بھی بڑا بیوقوف ہے۔ اُس نے برسرِ اقتدار آنے تک تنہائی کی زندگی کاٹی۔ اور کئی معیاری کتابیں تصنیف کیں۔ اُس کو یونانی زبان پر عبور حاصل تھا۔ اور بہت سی کتابیں یونانی میں بھی لکھیں۔ وہ دراصل "عمدہ دماغ" کا آدمی تھا۔ شاید یہ سچ تھا جب اُس نے سینٹ کو یہ بتایا کہ اُس نے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے ماضی میں احمقانہ طور وطریق اختیار کئے رکھے۔

برسرِ اقتدار آنے پر اُس نے محافظ دستے کے ہر سپاہی کو پندرہ ہزار سیسٹریز دیئے۔ جنہوں نے اُس کو تخت تک پہنچایا لیکن اُس نے کالی گولا کے قاتل کو پھانسی دی۔ اس نظریئے کے تحت کہ شہنشاہ کے قاتل کو معاف نہیں کیا جا سکتا۔ اُس نے امورِ سلطنت میں بڑی تندہی سے دلچسپی لینی شروع کی۔ اُس نے دانشمندی۔ بلند معیار کے علم اور اچھے کردار کا مظاہرہ کر کے ہر ایک کو حیران کر دیا۔ لیکن آہستہ آہستہ اس کے خاندان کی اور ذاتی آزادی نے مختلف صورتِ حال پیدا کر دی۔ اُس نے نارسسس اور پلیس کو اعلیٰ ترین منتظم مقرر کیا۔ وہ بڑے ہوشیار اور قابل منتظم تھے۔ وہ دونوں آزاد شدہ غلاموں میں سے تھے۔ لیکن انہوں نے اپنی تنخواہیں اس قدر بڑھا چڑھا دیں کہ شاہی خزانہ بھی اس کا متحمل نہ ہو سکا۔

کلاڈیس کا ایک حکم تاریخی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس حکم سے پتہ چلتا ہے کہ ۴۵ء میں حضرت عیسیٰ کہیں زندہ موجود تھے۔ یہ حکم ۴۵ء میں شہنشاہ کلاڈیس نے دیا۔ روم میں خطرہ محسوس کیا گیا کہ حضرت عیسیٰؑ کے یہودی پیرو کار گڑبڑ پیدا

کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ کلاڈئس نے ایسے بنی اسرائیلیوں کو روم سے نکل جانے کا حکم دیا۔ اس شاہی حکم کے الفاظ یہ ہیں (JEWS WHO STIRREDUP BY CHRIST) یہ ترجمہ (IMPULSORE CHRESTO) سے انگریزی میں کیا گیا ہے۔

یعنی وہ یہودی جن کو حضرت عیسیٰؑ نے بھڑکایا

اس حکم کی تائید ایکٹس آف گاسپلز سے بھی ہوتی ہے۔ ایکٹس میں شہنشاہ کلاڈئس کے حکم کو دوسرے رنگ میں پیش کیا گیا ہے وہ الفاظ اس طرح ہیں: "یہود روم سے نکل جائیں (THE JEWS SHOULD LEAVE ROME") اس میں حضرت عیسیٰؑ کا نام جان بوجھ کر حذف کر دیا گیا ہے۔ تاکہ اُن کے زندہ ہونے کا ثبوت ظاہر نہ جائے۔ مشہور تاریخ دان سوٹونئیس (SUETONIUS) نے ۱۲۵ء میں اس حکم کے الفاظ کو "IMPULSORE CHRESTO" کی صورت میں محفوظ کیا ہے یعنی ۴۴ء میں حضرت عیسیٰؑ کسی پوشیدہ جگہ سے اپنے بنی اسرائیلی پیروؤں کو اُکسا رہے تھے۔ اور روم ان کی کارروائیوں سے خائف تھا۔ حضرت عیسیٰؑ کو ۳۰ء میں صلیب پر چڑھایا گیا اور یہ حکم چودہ برس کے بعد شہنشاہ کلاڈئس نے صادر کیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ واقعہ صلیب سے چودہ سال کے بعد بھی زندہ موجود تھے۔ اسی لئے ایکٹس میں جان بوجھ کر حضرت عیسیٰؑ کے نام کو حذف کر دیا گیا کیوں کہ اُن کے زندہ ہونے کے ثبوت سے اُن کے بنیادی عقائد کو زبردست خطرہ درپیش تھا۔ سنہ ۵۰ء میں روم میں ابھی حضرت عیسیٰؑ کے پیرو نہیں پہنچے تھے۔ ایک دوسری حقیقت جو اس شاہی فرمان سے ابھرتی ہے وہ بھی حیران کُن ہے کہ رومن حکومت حضرت عیسیٰؑ کو یہودیوں کا سردار تسلیم کرتی ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰؑ کا تعلق صرف بنی اسرائیلیوں کے ساتھ تھا۔

کلاڈئس کے زمانے میں صوبوں نے خوب ترقی کی۔ خوشحالی کا دور دورہ تھا۔ سوائے یہودیہ کے یعنی فلسطین میں حالات بہت خراب تھے۔ یہاں کے حاکم فیلیکس (FELIX) نے بدانتظامی سے تباہی کا عالم برپا کر رکھا تھا ۴۳ء میں کلاڈئس نے برطانیہ کو دوبارہ فتح کیا اور بے شمار فلاح و بہبود کے کام کئے۔

آخر کلاڈئس بھی زوال کے چکر میں پھنسا۔ اُس کے زوال کا باعث اس کی بیویاں تھیں اُس نے چار شادیاں کیں۔ پہلی بیوی شادی کے دن ہی فوت ہوگئی۔ دو کو اُس نے طلاق دے دی۔ جب وہ چالیس برس کا ہوا تو اُس نے ۱۶ سالہ لڑکی ولیریا میسے لینا سے شادی رچائی۔ وہ کوئی خاص خوبصورت نہیں تھی۔ اُس کا سر چپٹا چہرہ بدرنگ اور چھاتیاں بگڑی ہوئی تھیں۔ لیکن عورت کو عیاشی کے لئے خوبصورتی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ میسے لینا نے اپنے شوہر کی غیر موجودگی میں ایک خوبصورت نوجوان سے پورے تزک و احتشام سے شادی کی جس کی اطلاع شہنشاہ کو دی گئی لیکن اس اثنا میں شہنشاہ کے وزیر نارسی سس نے چند سپاہی بھیج کر میسے لینا کو قتل کروادیا۔

آخر شہنشاہ نے ستاون برس کی عمر میں ایگری پینا صغیر (AGRIPPINA YOUNGER) سے شادی کر لی۔ اس وقت ایگری پینا کی عمر تینتیس برس کی تھی۔ وہ دو دفعہ بیوہ ہو چکی تھی اور ایگری پینا کبیر کی بیٹی تھی۔ اس کی رگوں میں آکٹویہ اور انطونی کا خون تھا پہلے خاوند سے اُس کا بیٹا نیرو تھا۔ ایگری پینا نے چالاکی سے اپنے بیٹے نیرو کو ولی عہد بنوا لیا۔ اور خود بھی اپنے اثر و رسوخ سے بڑی

طاقت پکڑ لی۔ اور آخر اُسی سال جب اُس نے عیسائیوں کو ظلم سے روم سے نکالا۔ اس کی بیوی اگیری پینا نے اس کو زہریلی کھمبیں MUSHROOMS کھلا دیں اور بارہ گھنٹے کی انتہائی اذیت کے بعد بغیر بولے اس جہانِ فانی سے رحلت کر گیا۔ اس کے جانشین نے اس کے مرنے پر کہا کہ کھمبیں دیوتاؤں کی خوراک ہے کیوں کہ کلاڈیس ان کو کھا کر دیوتا بن گیا۔ اس زمانے میں عوام میں اس ہی قسم کے عقیدے رائج تھے۔ عیسائیوں نے بھی ویسا ہی عقیدہ حضرت عیسےٰؑ کے متعلق اپنایا۔ صلیب کے واقعہ کے بعد ان کو بھی خدائی کا درجہ دے دیا۔

(جاری)

اَسنادِ خوشنودی ناظمین اَضلاع انصار اللہ

حضرت امام جماعت احمدیہ نے امسال سالانہ اجتماع انصار اللہ مرکزیہ کے موقع پر درج ذیل ناظمین اضلاع کو اعلیٰ کارکردگی برائے سال ۱۹۸۰ء پر سندات خوشنودی اپنے دستِ مبارک سے مرحمت فرمائیں۔

۱۔ مکرم چوہدری احمد دین خان صاحب ناظم ضلع فیصل آباد (اوّل)
۲۔ " نعیم احمد خان صاحب " کراچی (دوم)
۳۔ " سیّد رفیق احمد شاہ صاحب " گجرات (سوم)

ان کے علاوہ درج ذیل ناظمین اضلاع کو ضلع وار ماہانہ رپورٹوں میں نمایاں اضافہ کی کوشش کرنے پر اسنادِ خوشنودی دی گئیں۔

۱۔ مکرم چوہدری غلام رسول صاحب وڑائچ ناظم ضلع سرگودھا (اوّل)
۲۔ " " عبد الغفور صاحب " حیدر آباد } (دوم)
۳۔ " ڈاکٹر عبد القادر بھٹی صاحب " گوجرانوالہ } (دوم)
۴۔ " محمد اصغر ابڑو صاحب " لاڑکانہ } (سوم)
۵۔ " نعیم احمد خان صاحب " کراچی } (سوم)

اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور آئندہ بھی ان کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق دے۔ آمین

(قائد عمومی انصار اللہ مرکزیہ)

نیرو NERO

کلاڈیس کے بعد نیرو نے عنانِ حکومت سنبھالی وہ ایگری پینا کا بیٹا تھا کلاڈیس کو اپنی آخری بیوی کے پہلے خاوند کے بیٹے کو اپنی خودسر بیوی ایگری پینا کے اصرار پر ولی عہد بنانا پڑا جب نیرو تخت نشین ہوا اس کی عمر سترہ برس تھی اس کے زمانے میں حضرت عیسیٰؑ روم کے حلیف ملک پارتھیہ کے پار کشمیر میں آباد ہو چکے تھے اور ٹیکسلا کے راجہ سے ان کے نہایت خوشگوار تعلقات قائم ہو چکے تھے اور اُن کی راہنمائی میں سلطنت روما میں ان کی تبلیغی مہم تیزی پکڑ رہی تھی۔

نیرو کا اصل نام لوشس (LUCIUS) اور نیرو کا اس کے نام کے ساتھ اضافہ کیا گیا نیرو کے معنی بہادر اور طاقتور کے ہیں

اوائل کے پانچ سال میں نیرو نے اپنی ماں کے ساتھ مل کر بڑے سکون اور خوشگوار ماحول میں حکومت چلائی۔ مشہور شہنشاہ ٹریجن (TRAGAN) نے بعد میں ان پانچ سالوں کو بہترین شہنشاہیت کا دور قرار دیا جب سینیٹ نے نیرو کی عزت افزائی کے لئے اس کے طلائی مجسمے نصب کرنے کی تجویز پیش کی تو سترہ سالہ نوعمر شہنشاہ نے پروقار انداز میں اس تجویز کو نامنظور کیا۔ جب اس کے تخت کا رقیب برٹینی کس (BNITANNICUS) ایک سازش میں ملوث ہونے پر پکڑا گیا تو نیرو نے اس کے خلاف الزامات کو واپس کر دیا سینیٹ میں ایک تقریر میں یہ عہد کیا کہ وہ اپنے دورِ حکومت میں رحم و شفقت کو بالا و مقدم رکھے گا انہی اوائل کے ایام میں جب ایک مجرم کی موت کی سزا کے دستاویزات دستخط کے لئے پیش کئے گئے تو نیرو نے ایک آہ بھر کر یہ الفاظ کہے "کاش اگر یہی کرنا تھا تو میں لکھنا پڑھنا ہی نہ سیکھتا"۔ نیرو نے شروع میں ظالمانہ ٹیکسوں کو کم کیا۔ شریف اور نادار سینیٹ کے ارکان کو سالانہ وظیفے دینے منظور کئے اپنی خام عمر کے تقاضوں کو محسوس کرتے ہوئے اپنی خوبصورت، تجربہ کار، ذہین ماں اگری پینا کو سلطنت کے اختیارات سونپ دیئے۔ نیرو کے لائق مشیر اور اتالیق سینیکا اور بورس (SENECA AND BURRUS) ان حالات میں ایگری پینا کی شان و شوکت سے متاثر ہو کر حسد سے بھر گئے اور ایگری پینا کے خلاف سازشیں کرنی شروع کر دیں ہوشیار فلاسفر اتالیق سینیکا نے نیرو کے احساسِ برتری کو ہوا دی اور اس کی ماں کے خلاف جذبات کو ابھارنے میں کامیاب ہو گیا اب یہاں سے تاریخ میں ظلم و تشدد کے سیاہ دور کا طویل سلسلہ شروع ہوتا ہے جو کہ نیرو کی دردناک موت تک جاری رہتا ہے ایک نوجوان کو قدرت نے پانچ سال تک اپنی بہترین خصوصیات کا نہایت اخلاص سے مظاہرہ کرنے کا موقع دیا وہ رحم و کرم، عجز و انکساری اور شرافت کا مجسمہ بنا رہا۔ لیکن چند حاسد، خودغرض، چالاک اور بااثر اشخاص کی ریشہ دوانیوں نے ایسے شریف النفس شہنشاہ کو انتہائی ظالم اور سفاک انسان کے روپ میں بدل کر رکھ دیا۔ اس کی ماں اگری پینا اپنے بیٹے کے بدلے ہوئے تیور سے سٹ پٹا اٹھی اور اس نے کہا کہ برٹینی کس اصل جانشین ہے اور وہی اس تخت کا حقدار ہے اس پر نیرو نے برٹینی کس کو زہر کھلا کر ہلاک کر دیا اس کی ماں تنگ آ کر عنانِ حکومت اپنے بیٹے کے حوالے کرتے ہوئے اپنے محل کی تنہائی میں سمٹ گئی اور اپنی یادداشتوں کو قلم بند کرنا شروع کیا۔ اس نے ٹیبرئس۔ کلاڈیس اور نیرو کے پوشیدہ سیاہ کرداروں پر روشنی ڈالی۔ ان یادداشتوں میں ان شہنشاہوں کی خفیہ ریشہ دوانیوں سے

ظلم و تشدد۔ قتل و غارت کی خفیہ کہانیاں بیان کی ہیں۔ فلاسفر سینیکا کی سرکردگی میں سلطنت نے خوب ترقی کی۔ سرحدوں کی مؤثر طور پر حفاظت کی گئی۔ بحیرہ سیاہ (BLACK SEA) کو لٹیروں اور ڈاکوؤں سے پاک کیا گیا۔ آرمینیا کو کاربلو واپس روم کی عملداری میں لایا اور پارتھیہ کے ساتھ امن کا معاہدہ طے کیا جو پچاس برس تک قائم رہا۔ خزانے کو دانائی اور کفایت شعاری سے چلایا گیا نیرو کی دخل اندازی سے بچنے کے لئے چالاک و ہوشیار سینیکا اور بورس نے اس کو عیش پرستی کے راستے پر گامزن کر دیا یہ وہ زمانہ تھا جب گناہ و عیش پرستی ہر عمر اور ہر طبقے کے مردوں کے لئے دلکشی اور جاذبیت کے سامان لئے ہوئے تھا اور یہ ممکن ہی نہ تھا کہ ایک نوجوان شہنشاہ نیک و پاک زندگی گذارتا نہ ان کا مذہب ایسی پاکیزگی کی گنجائش رکھتا تھا۔ سینیکا کی تھوڑی سی فلاسفی نے اس کا دماغ ماؤف کر کے رکھ دیا اور صحیح راستے سے بھٹکا دیا۔ سوٹونیئس (SUETONIUS) لکھتا ہے کہ نیرو نے شرافت کی تمام حدود کو پھلانگ کر رکھ دیا اس نے گری ہوئی خواہشات کو ٹھنڈا کرنے اور دعوتوں پر پانی کی طرح پیسہ بہانا شروع کر دیا وہ اپنے بدقماش ساتھیوں کے ساتھ روپ بدل کر رات کی تاریکیوں میں بازاروں میں جا گھستا اور ہر قسم کے جرم کا ارتکاب کرتا۔ ڈاکہ زنی۔ مار دھاڑ۔ زنا اور قتل روزمرہ کا معمول تھا اس کی بیوی آکٹویہ بڑے صبر و تحمل سے یہ برداشت کرتی رہی لیکن خاموش رہی آخر وہ ایک عورت پوپیہ (POPPAEA) پر فریفتہ ہوگیا پوپیہ بڑی چالاک نکلی۔ داشتہ بننے کی بجائے شادی کرنے پر اصرار کیا چنانچہ نیرو نے پوپیہ سے شادی کرنے کے لئے آکٹویہ کو طلاق دینے کی ٹھانی نیرو کی ماں نے بیٹے کے اس اقدام کی بڑی شدت سے مخالفت کی جس پر نیرو نے اپنی ماں کو قتل کروا دیا یہ وہی ماں تھی جس نے اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھایا تھا۔ آکٹویہ کو ایک جزیرے میں محبوس کر دیا۔ اور بعد میں اس معصوم بیوی کو بھی بائیس سال کی کم عمر میں بے دردی سے قتل کرا دیا۔ اب سینیکا کی باری آئی اس کو بھی وزارت سے علیحدہ کر دیا بورس فوت ہو چکا تھا پوپیہ جب حاملہ تھی اس نے شراب کے نشے میں اس کے پیٹ میں لات ماری جس سے وہ بھی بڑے دکھ اور کرب سے مر گئی۔

سنہ ۶۴ء میں روم کو آگ لگی اور تقریباً تمام شہر جل کر راکھ ہوگیا۔ آگ لگانے کا الزام عیسائیوں پر عائد کیا گیا یہ وہی وقت تھا جب سینٹ تھامس نے ٹیکسلا کے شاہ ویجہ کیڈ فائسس سے ملاقات کی ویجہ کیڈ فائسس حضرت عیسےٰؑ کا معتقد ہو چکا تھا اور حضرت عیسےٰؑ کی وہاں بڑی قدر و منزلت تھی۔ رومن سلطنت میں عیسائیوں کی حالت دگرگوں تھی۔ ٹیسی ٹس (TACITUS) لکھتا ہے۔ عیسائیوں کا نام عیسےٰ سے نکالا گیا۔ عیسےٰؑ کو ٹیبریئس کے زمانے میں پانٹیئس پیلاطوس کے حکم پر سزا کے طور پر دکھ دیا گیا اس واقعہ کے بعد اس فرقے کو جس کا وہ بانی تھا جھٹکا لگا لیکن کچھ عرصہ کے لئے اس خطرناک توہم کا پھیلاؤ رک گیا لیکن یہ جلد ہی پھر اُبھر آیا اور نہ صرف یہودیہ میں بلکہ ...... روم میں بھی بڑے زور شور سے پھیل گیا۔ روم میں ہر قسم کے توہمات کے گندے نالے ہر طرف سے ایک جوہڑ کی صورت میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ نیرو نے اپنے خاص انداز سے عیسائیوں کے خلاف اپنی کارروائی شروع کی اس نے چند بدمعاش لوگوں کو عیسائیوں کے روپ میں اس قصور کے اعتراف کرنے کی ترغیب دی اور ان لوگوں کی گواہی پر متعدد عیسائیوں کو قصوروار ٹھہرایا اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ روم کو آگ لگانے کا حتمی ثبوت تو فراہم نہ ہو سکا لیکن یہ الزام لگایا کہ یہ لوگ تمام بنی نوع انسان سے نفرت کرتے ہیں (یہ اس لئے کہ وہ صرف بنی اسرائیلیوں سے تعلق رکھتے تھے) ان کو نہایت

ظالمانہ طور سے موت کے گھاٹ اتارا جاتا ان کے دکھ درد دیکھ کر نیرو جنون کی حد تک ان کا مذاق اڑاتا بعض کو درندوں کی کھالوں میں سی کر کتوں سے چِروا دیتا۔ بعض کو صلیبوں پر میخوں سے کسوا دیتا بعض کو زندہ جلوا دیتا۔ بعض پر تیل چھڑکوا کر رات کو بطور مشعل استعمال کرنے کے لئے آگ لگوا دیتا۔ ان سفاکانہ اقدامات سے ہر عام و خاص کا دل پگھل گیا اور لوگ عیسائیوں کے حق میں فریاد کرنے لگے"۔

ٹیسی ٹس (TACITUS) کے اس بیان سے ایک بات بڑی واضح طور پر اُبھرتی ہے اور یہ بڑا حیران کن تصور پیش کرتی ہے وہ حضرت عیسےٰؑ کے تکلیف میں پڑنے کا واقعہ ہے جو یہودیہ میں پانٹیس پیلاطوس کی حاکمیت میں واقع ہوا اس میں حضرت عیسےٰؑ کی موت کا ذکر نہیں تکلیف میں پڑنے کا ہے شہنشاہ کلاڈئس نے اس سے دس سال قبل ۵۴ء میں عیسائیوں کو روم سے اس لئے نکالا کہ وہ حضرت عیسےٰؑ کے اُکسائے ہوئے تھے (IMPULSORE CHRISTO) روم میں آگ لگنے کے بیان میں ٹیسی ٹس نے حضرت عیسےٰؑ کے صلیب پر چڑھنے سے موت کا ذکر نہیں کیا۔

اس ظلم و تشدد کے بعد بد قسمتی نے نیرو کا پیچھا کرنا شروع کر دیا ۶۸ء میں گال کے فوجی گورنر نے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا رومن کمانڈر ان چیف گلبہ (GALBA) اس وقت سپین میں تھا وہ بھی گال کے گورنر سے مل گیا نیرو کے باڈی گارڈوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا آخر نیرو روم سے بھاگا اور قابلِ رحم حالت میں اپنی تلوار سے خودکشی کر لی۔ خودکشی سے پہلے نیرو نے اپنے حفاظتی دستے کو مدد کے لئے پکارا تو ایک نے ورجل (VIRGIL) کا یہ مصرع سنایا۔ "آخر کیا مرنا اتنا ہی مشکل ہے"۔

نیرو کے زمانے میں سینٹ پال اور سینٹ پیٹر کو قید خانے میں شہید کیا گیا۔ ان کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ملتا۔ نیرو نے ایک اچھے حکمران کے طور پر اپنی شہنشاہیت کا آغاز نوخیزی میں کیا لیکن بُری صحبت۔ چالاک و عیار وزراء اور بگڑے ہوئے اور تباہ کن مذہبی عقائد نے بھیانک اختتام سے دوچار کرا دیا۔

گلبہ۔ مارکس اوتھو اور وائی ٹیلیئس

(GALBA MARCUS OTHO AND VITELLIUS)

۶۸ء سے ۶۹ء سپین کے کمانڈر انچیف گلبہ نے تخت نشین ہوتے ہی نیرو کے حواریوں سے ان کو دیئے گئے تحفے و وظائف واپس مانگے اس پر اس کے بہت سے دشمن اُمڈ آئے۔ مارکس اوتھو نامی ایک دیوالئے سینیٹر نے اعلان کیا کہ وہ تمام قرضے واپس دے سکتا ہے بشرطیکہ وہ شہنشاہ بنا دیا جائے۔

چنانچہ اس عجیب و غریب اعلان کو محافظ دستے نے عجیب و غریب طور پر قبول کرتے ہوئے گلبہ کو قتل کر دیا اور مارکس اوتھو شہنشاہ بن گیا۔ جرمنی کے کمانڈر وائٹیلیئن نے شمال سے حملہ کر دیا۔ مارکس اوتھو نے خودکشی کر لی اور وائی ٹیلیئس شہنشاہ بن گیا اس کے نزدیک شہنشاہیت کا تصور دعوتوں میں تھا دن رات دعوتوں کے سوا حکومت کا کوئی کاروبار نہ ہوتا ان دنوں مشہور رومن جرنیل ٹائیٹس فلے ویئس ویسپاسین (TITUS FLAVIUS VESPASIAN) یروشلم میں یہودیوں کے خلاف برسرِ پیکار تھا اس کا ایک

جرنیل این ٹونئیس اٹلی پر حملہ آور ہوا ۔ وائی ٹیلئیس اس وقت دعوتوں میں مصروف تھا ۔ اکتوبر ۶۹ء میں کرے مونا (CREMONA) کے مقام پر پرانی تاریخ میں ایک نہایت ہی خون ریز اور فیصلہ کن جنگ لڑی گئی جس میں اینٹونئس کی فوج نے وائیٹیلئس کی فوج کو شکست دی اور فاتح فوجیں روم میں داخل ہو گئیں ۔ وائیٹیلئیس کو محل سے کھینچ کر گلی کوچوں میں پھرایا گیا گوبر کی بارش اس پر کی گئی اور بہت بُری حالت میں مارا گیا ۔ اس کی لاش دریائے ٹائبر میں پھینک دی گئی ۔

ویسپاسئین ۶۹-۷۹ء

(VESPASIAN)

ویسپاسئین کے سپاہیوں نے اُس کے لئے ایک بدترین خونریز جنگ کے بعد تخت جیتا ۔ لیکن وہ خود ایک سال کے بعد روم میں آیا ۔ ویسپاسئین ایک ذہین اور معاملہ فہم انسان تھا اُس نے آگسٹس کی پالیسی کو اپنایا ۔ حکومت کے کاروبار کو قابلیت سے چلایا بگڑے ہوئے امن و امان کی حالت کو درست کیا اس نے سینٹ کے ساتھ صلح کی اور گلبہ ۔ اوتھو اور وائیٹیلئیس کے زمانے کے سیاسی قیدیوں کو رہا کیا ۔

ویسپائین کے دور کا سب سے اہم واقعہ ۷۰ء میں یروشلم کی کامل بربادی اور ہیکل کا زمین دوز ہونا ہے تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہودیوں نے ہمیشہ اپنی آزادی کے لئے بڑی جاں نفشانی سے لڑائیاں لڑی ہیں ۔ جب ہیرڈ اعظم فوت ہو گیا ۔ تو یہودیوں نے اُس کے بیٹے آرچیلیئس (ARCHALEUS) کے خلاف ۴ء میں بغاوت کر دی ۔ اس بغاوت کو شام کے رومن گورنر نے کچل تو دیا ۔ لیکن آگسٹس نے یہودیوں کی درخواست پر آرچیلیس کو ہٹا کر یہودیہ کو رومن سلطنت میں براہِ راست شامل کر لیا ۔

۶۶ء میں یہودیوں نے پھر فتنہ شروع کیا ویسپاسئین کو واپس روم بطورِ شہنشاہ جانا پڑا تو اُس نے بغاوت کو کلی طور پر کچلنے کے لئے اپنے بڑے بیٹے ٹائٹیس کو یہودیہ میں چھوڑا شہزادہ ٹائیٹس نے یہودیوں کو حضرت عیسٰیؑ کی پیشین گوئی کے مطابق عبرت ناک شکست دے کر یروشلم پر قبضہ کر لیا اور فتح و نصرت سے واپس روم لوٹا ۔ روم میں اس کا شاندار استقبال کیا گیا ۔ روم کی سڑکوں پر یہودی قیدیوں کو گھمایا گیا اور مال غنیمت کی نمائش کی گئی ۔ ویسپاسئین اپنے بیٹے کی کامیابی پر بڑا خوش ہوا لیکن اس کو اس بات سے بڑا فکر ہوا کہ اس کا بیٹا اپنے ہمراہ ایک نہایت ہی حسین و جمیل یہودی شہزادی بیری نِس (BERENICE) بھی لایا ہے جس سے وہ شادی کرنا چاہتا تھا بہرحال ٹائٹیس نے ولی عہد بننے کی خاطر اس حسین و جمیل یہودی شہزادی سے شادی کرنے کا ارادہ ترک کر دیا ویسپاسئین ایک اعلٰے پائے کا منتظم تھا اس نے عیاشی اور فضول خرچی کے خلاف بھرپور مہم چلائی وہ خود بڑی سادگی سے زندگی بسر کرتا اس نے عوام کی زندگی سے بھی ربط قائم رکھا اس کے خلاف سازش میں کچھ لوگ پکڑے گئے ویسپاسین نے ان کو یہ کہہ کر معاف کر دیا کہ یہ لوگ بیوقوف ہیں ان کو پتہ نہیں کہ

حکومت چلانے کے لئے کتنی کوفت اٹھانی پڑتی ہے۔

دس سال حکومت کرنے کے بعد وہ اچانک اسہال کی تکلیف سے وفات پاگیا مرتے وقت اپنے خادموں کی مدد سے ڈگمگاتی ٹانگوں پر کھڑا ہوا اور یہ کہہ کر فوت ہوگیا کہ "ایک شہنشاہ کو کھڑے ہو کر جان دینی چاہیئے" اس کی وفات ۷۹ء میں ہوئی اس کے زمانے میں یہودیوں کی تاریخ میں یہودیوں کو بدترین عذاب کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ ہولناک واقعہ حضرت عیسٰےؑ کے صلیب دینے کے ستائیس برس بعد ان کی پیش گوئی کے مطابق رونما ہوا بعض روایات کے مطابق اس وقت سینٹ تھامس اور حضرت عیسٰےؑ یروشلم کے نواحی علاقے میں موجود تھے یہ واقعہ حضرت مریم کی وفات کے بعد ظہور پذیر ہوا اور یہیں سے سینٹ تھامس جنوبی ہندوستان کے لئے اپنے تبلیغی دورے پر روانہ ہوئے اور بعض روایات کے مطابق مدراس کے قریب میلاپور میں شہید کیئے گئے لیکن قیاس کیا جاتا ہے کہ شہادت کی یہ روایت نسطوری عیسائیوں کا من گھڑت قصہ ہے۔

شہنشاہ ٹائیٹس

ویسپائین کے بعد اس کا مشہور و معروف بیٹا شہزادہ ٹائیٹس یروشلم کا فاتح تخت نشین ہوا کہتے ہیں کہ وہ شہنشاہوں میں سے سب سے زیادہ خوش قسمت اس لحاظ سے تھا کہ جب وہ جواں سالی میں فوت ہوا تو لوگوں میں بڑا ہر دلعزیز تھا اس کو قدرت نے طاقت کے نشے میں مخمور ہونے اور ہوا و ہوس کا شکار ہونے کا موقع نہیں دیا اور وہ بیالیس سال کی عمر ہی میں اس جہانِ فانی سے رخصت ہوگیا تینتیس سال کی عمر میں یہودیوں کے خلاف ایک خوفناک جنگ میں امتیازی کامیابی حاصل کی گو وہ جوانی کی بے راہ روی سے اپنی زندگی کو داغدار ہونے سے نہ بچا سکا لیکن تخت نشین ہونے پر اپنے اخلاق کو سنوار لیا اور انتہائی پاکیزگی اختیار کر کے اپنی حکومت کو بڑی دانائی اور باعزت طور سے چلانے میں ایک شاندار مثال قائم کی۔ اس کا سب سے بڑا نقص اس کی بے پناہ فیاضی تھی وہ اُس دن کو ضائع سمجھتا جس دن وہ تحفہ دے کر کسی کو خوش نہ کر لیتا۔ وہ کھیل کود اور نمائشوں پر پانی کی طرح پیسہ خرچ کرتا جس سے خزانہ خالی ہوگیا اس نے کلوثیم کی تعمیر کو مکمل کیا اور ایک وسیع و عریض حمام عوام کے لئے تعمیر کرایا اس کے زمانے میں کسی کو موت کی سزا نہیں دی گئی بلکہ اُلٹا اپنے جاسوسوں کو ہی پٹواتا اس نے قسم کھائی تھی کہ بجائے کسی کو مروانے کے وہ خود قتل ہونا پسند کرے گا۔

اس کے زمانے میں ۷۹ء میں روم		تین دن تک جلتا رہا اور بہت سی خوبصورت اور عظیم عمارتیں منہدم ہوگئیں اُس سال ویسوی الیس (VESUVIUS) کا آتش فشاں پہاڑ پھٹا اور پامپیائی کا شہر اچانک لاوے میں دب گیا اس کے ایک سال بعد روم میں تاریخ کی بدترین قسم کی طاعون سے بڑی تباہی مچی اس نے لوگوں کی تکالیف کو انتہائی پدرانہ شفقت سے دور کرنے کی کوشش کی دو سال کی مختصر لیکن طلاطم خیز حکومت کے بعد اسی دیہاتی گھر میں جس میں اس کا والد فوت ہوا تھا یہ بھی ایک بخار میں مبتلا ہو کر فوت ہوگیا تمام روم نے ماتم کیا سوائے اس کے بھائی نے جو اس کے مرنے کے بعد شہنشاہ بنا۔

ڈامیشن ۸۱-۹۶ء

یہ ویسپاسین کا چھوٹا بیٹا اور ٹائٹس کا چھوٹا بھائی تھا۔ تیس سال کی عمر میں شہنشاہ بنا۔ اس کی شہنشاہیت کے اختتام پر حضرت عیسٰی پورے سو سال کے ہو گئے تھے۔ اس نے اپنی حکومت کے پہلے حصے میں بڑی قابلیت سے حکومت کی۔ اس نے فحاشی کے خلاف مہم کا آغاز کیا۔ بہت سی اصلاحات نافذ کیں اور تعمیر کے ایک عظیم پروگرام پر عمل کرنا شروع کیا۔ وہ ہر قسم کی خونریزی سے ہچکچاتا تھا۔ اس نے علم و ادب کو فروغ اور ترقی دینے کی حتی المقدور کوشش کی۔ اس نے کتب خانوں کی از سر نو تعمیر شروع کی۔ روم کی جلی ہوئی کتابوں کی نقول سکندریہ سے دوبارہ تیار کروا کر کتب خانوں کی کمی کو پورا کیا۔

جرمنی کے گورنر سیٹرنی نس (SATURNINUS –) نے بغاوت کی۔ شہنشاہ کے حامیوں نے اس کو شکست دی۔ اس واقعہ سے شہنشاہ کے ذہن پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ ایک سنگدل اور بے رحم انسان میں تبدیل ہو گیا۔ وہ ظلم و تشدد پر اُتر آیا اور ایک آمر کی حیثیت سے حکومت کرنے لگا۔ اس نے اپنے آپ کو بطور دیوتا پیش کیا۔ جیسا کہ اس زمانے کا رواج تھا۔ عیسائیوں نے بھی حضرت عیسٰی کو دیوتا بنایا۔ یہ وہی عیسائی تھے جو عیسائیت سے قبل اس جیسے عقائد کے معتقدین تھے۔ علماء اور اُمراء اس کے خلاف ہو گئے۔ عیسائیوں اور یہودیوں نے اُسے دیوتا ماننے سے انکار کر دیا۔ ۹۳ء میں اس نے کئی عیسائی اور یہودیوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اس سے قبل اس کے باپ اور بھائی نے فلسطین میں یہودیوں کا مکمل طور پر قلع قمع کیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق اس نے اپنے ایک بھتیجے کو بھی مروا دیا۔ جو کہ عیسائی ہو چکا تھا۔ اس کے علاوہ اس نے حضرت عیسٰیؑ کے بوڑھے حواری سینٹ جان کو ورڈز کے جزیرے میں محبوس کر دیا۔ سینٹ جان حضرت عیسٰیؑ پر ایمان لانے والوں میں سے ایک تھا۔ اس سے قبل وہ حضرت یحیٰی کا پیرو تھا۔ گو اس نے یروشلم میں حضرت عیسٰیؑ کے قید ہونے کے وقت کمزوری کا مظاہرہ کیا۔ پھر بھی حضرت عیسٰی کو صلیب دیئے جانے کے وقت وہاں پر موجود تھا اور چشم دید گواہوں میں سے ایک تھا۔ حضرت عیسٰی نے ان کو صلیب کے انتہائی تکلیف دہ سانحہ میں اپنی والدہ کا متکفل بننے کی درخواست کی تھی۔ سینٹ جان کے ساتھ اس وقت صلیب کے سامنے والدہ حضرت مریم حضرت عیسٰی کی ہمشیرہ مریم اور مریم میگدینے لینی کھڑی دعائیں مانگ رہی تھیں۔ صلیب کے واقعے کے بعد جب پطرس حضرت عیسٰیؑ کی موجودگی میں گلیل کی جھیل میں مچھلیوں کا شکار کر رہے تھے تو سینٹ جان بھی اُن کی معیت میں تھا۔

حضرت عیسٰی کی ہجرت کے بعد سینٹ جان الفیسس (EPHSUS –) میں تبلیغی مرکز قائم کر کے وہیں مقیم ہو گئے الفیسس کا مقام ترکی کے مغربی ساحل پر رومیوں کے گورنر کا صدر مقام تھا۔ یہ بڑا صاف ستھرا اور نفیس شہر تھا۔ شہنشاہ ڈامیشن نے سینٹ جان کو الفیسس سے نکل جانے کا حکم دیا اور روڈز میں رہنے پر پابند کر دیا۔ روڈز رومی سلطنت کا سب سے خوبصورت

شہر تھا۔ رات کو یہ شہر خوبصورت روشنیوں سے سجا رہتا۔ ایشیائے کوچک میں سینٹ جان کو عیسائیت میں ممتاز ترین مقام حاصل تھا۔ سینٹ پال کی بجائے عیسائی قیادت کے لئے سینٹ جان پر ہمیشہ نظر رکھتے۔ اللہ تعالیٰ نے سینٹ جان کو بہت لمبی عمر عطا فرمائی اس وقت یہ مشہور تھا کہ سینٹ جان ہمیشہ زندہ رہے گا۔ سینٹ جان نے سو سال کے لگ بھگ عمر پائی۔

جغرافیائی لحاظ سے روڈز کو خصوصی مقام حاصل تھا۔ سینٹ جان کی اب جائے رہائش روڈز تھا۔ برِّاعظم ایشیا میں اس وقت اس مقام کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ کیونکہ چین اور ہندوستان کی تجارت یہاں سے ہی ہوتی تھی اور حضرت عیسیٰ نے تجارتی قافلوں کے ذریعے سینٹ جان سے رابطہ رکھا ہوا تھا۔ اس وجہ سے ڈامیشن نے سینٹ جان پر پابندی عائد کردی۔ الیفسس سے روڈز میں سینٹ جان کو منتقل کرنے سے حضرت عیسٰے سے جو رابطہ قائم تھا وہ صیغۂ راز میں ہی رہا۔

روم خاصی مقدار میں سامان باہر کے ملکوں سے درآمد کرتا تھا۔ چین اور ہندوستان سے پارتھیا اور کاکیشیا کے راستے سے ریشم یا ریشم کے مصنوعات درآمد کئے جاتے تھے۔ رومیوں کا خیال تھا کہ ریشم خاص قسم کے درختوں کی پیداوار ہے۔ جن سے ان کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔ اس ریشم کی قیمت سونے کے ہم وزن تصور کی جاتی تھی۔ اس ریشم کی زیادہ تر مقدار جزیرہ کاس (cos) میں لائی جاتی تھی۔ جہاں اس کو مختلف قسم کے لباسوں میں بُنا جاتا تھا۔ جو روم کی مستورات کے لئے اُن کی پسند کے مطابق بنایا جاتا تھا۔ یہ وہی ریشم تھا جو قلوپطرہ پہن کر جولیس سیزر اور انٹونی کے دلوں کو تسخیر کر کے اپنے دامِ فریب میں پھنسانے میں کامیاب ہوگئی۔

ریشم کے تاجر شاہراہِ ابریشم وسطی ایشیا سے گذر کر جزیرہ کاس میں پہنچے تھے۔ کاس روڈز کے بالکل قریب ہے۔ جہاں سینٹ جان مقیم تھے۔ اسی لئے شمالی کشمیر کے روابط روڈز سے بہت مضبوط تھے اور آتے جاتے قافلوں میں حضرت عیسیٰ کے قاصد ہر وقت موجود تھے۔ ممکن ہے سینٹ جان کا قیام الیفسس یا روڈز میں اسی مقصد کے لئے ہو۔ کاس کا چھوٹا سا جزیرہ روڈز کی قربت میں خام ریشم اور ریشمی مصنوعات کا دنیا کا سب سے بڑا مرکز تھا۔

سینٹ جان اپنے الیفسس یا روڈز کے قیام کے دوران کیا کہتے رہے اور اُن کا سب سے بڑا مقصد کیا تھا۔ جس کا وہ پرچار کرتے ہوئے نہ تھکتے تھے۔ وہ یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ عنقریب اس زمانے میں اپنے خاکی جسم کے ساتھ واپس آئیں گے اور اسی زمین میں خدائی سلطنت مسلط کریں گے۔ یہی بات ڈامیشن جیسے رومن شہنشاہ کی توجہ کو کھینچنے میں کامیاب ہوئی۔ حالانکہ سینٹ جان ایک غریب و بیکس معمولی پیشے والا انسان تھا۔

ڈامیشن نے خدائی کا دعوےٰ کیا۔ اپنے باپ بھائی اور بہنوں کو بھی بطور دیوتاؤں کے لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ اسی وجہ سے ڈامیشن کی عیسائیوں اور یہودیوں سے ٹکراؤ کی صورت پیدا ہوگئی۔ کیوں کہ وہ اس وقت ایک خدا کی عبادت کرتے تھے۔ ڈامیشن کے ذہن پر سازشوں کا خوف بھوت کی طرح سوار ہوتا تھا۔ اس نے محل میں آئینے کی مانند شفاف پتھر جگہ بہ جگہ نصب کروائے تاکہ پچھواڑے میں ہونے والی حرکات و سکنات سے باخبر رہے۔ سازش کا خوف اس کے ذہن میں برابر بڑھتا رہا جو جنوں کی صورت میں بدل گیا۔
ایک دن اُس نے اپنے محل کے ایک سیکرٹری کو اس لئے موت کی سزا دی کہ اس نے ستائیس برس پیشتر شہنشاہ نیرو کو تلوار سے

خودکشی کرنے میں مدد کی تھی۔ اس پر محل کے دوسرے عہدے دار خوفزدہ ہو گئے۔ اور انہوں نے ڈامیشن پر مل کر حملہ کر دیا۔ ڈامیشن بڑی بہادری سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ اس قتل کی سازش میں ڈامیشن کی بیوی بھی شامل تھی۔ سینٹ کے ارکان کی جان میں جان آئی اور تمام روم میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ یہ واقعہ ۹۶ء کا ہے۔ اس وقت عیسیٰ سو سال کی عمر میں سری نگر میں امن و امان کی زندگی گذار رہے تھے۔ شہنشاہ ڈامیشن کی وفات سے اس خاندان کی بادشاہت بھی ختم ہو گئی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس خاندان کو اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی تباہی کے لئے اقتدار دیا تھا۔ ان کے دور میں یہودیہ کے تمام یہودی تقریباً مارے گئے۔ یروشلم کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا اور [illegible] ہیکل کو زمین دوز کر دیا گیا۔

ناروا (NARVA) ۹۶-۹۸ء

شہنشاہ ڈامیشن کی وفات سے ۱۲۳ سالہ شہنشاہیت بھی ختم ہو گئی۔ سینٹ نے اس بار اپنے ایک بوڑھے رکن جس کا نام ناروا تھا، کو حکومت کا سربراہ چنا۔

ناروا کی حکومت صرف سولہ مہینے رہی ۹۸ء میں وہ فوت ہو گیا۔ سب سے بڑا کام جو ناروا نے کیا وہ اپنے جانشین کا انتخاب کیا۔ جو بہت اچھا ثابت ہوا اس نے ایک جرنیل جس کا نام ٹریجن تھا، کے حق میں وصیت کی۔

ٹریجن ۹۸-۱۱۷ء

ٹریجن چوالیس سال کی عمر میں روم کا سربراہ بنا اور چونسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ جس وقت یہ فوت ہوا۔ اس وقت حضرت عیسیٰ کی عمر بھی ایک سو بیس برس تھی۔ گویا دونوں کی وفات کا لگ بھگ ایک ہی زمانہ ہے۔ اسی لئے یہاں ٹریجن تک کی تاریخ کا ذکر کیا گیا ہے۔ ٹریجن کی بادشاہت تک حضرت عیسیٰ کے نامور حواری سینٹ جان بھی زندہ رہے۔ عیسائیوں پر ظلم و ستم بھی ٹریجن کی بادشاہت تک شدت میں رہے۔ ٹریجن خود تو عیسائیوں کا مخالف نہیں تھا۔ لیکن پھر بھی بہت سے عیسائیوں کو اس کے دور میں قتل کیا گیا۔

جب ناروا فوت ہوا۔ اس وقت ٹریجن شمالی یورپ کی سرحد کولون میں ایک اہم مہم میں مشغول تھا۔ اس کی آمد روم میں دو سال کے بعد ہوئی۔ وہ سپین میں اطالوی والدین سے پیدا ہوا۔ روم نے بیرونی صوبے کے باشندے کے شہنشاہ بننے پر اعتراض نہیں کیا یہ بھی ایک اپنی نوعیت کا ایسا واقعہ ہے جس کی بڑی اہمیت ہے۔ کیونکہ رومن سلطنت خانہ جنگی سے بچ گئی۔ ٹریجن نے اپنی سپاہیانہ اصلیت کو کبھی ختم نہ کیا۔ اُس کے خط و خال موٹے لیکن بارعب تھے۔ اونچے تنادر جسم کا مالک تھا۔ ہمیشہ اپنی فوج کے ساتھ پیدل چلتا۔ ہتھیاروں سے لیس راستے میں تمام دریاؤں کو تیر کر عبور کرتا۔ جنگ میں ہمیشہ بے خوف و خطر نظر آتا۔ جب اُس کو بتایا گیا لیسنیس سورا (LACINUIS SURA) اس کے خلاف سازش کر رہا ہے۔ تو وہ سورا کے گھر دعوت پر جا کر بغیر تشخیص کے ہر وہ چیز کھاتا گیا جو اس کو پیش

کی گئی۔ اور پھر اس نے سورا کے حجام سے بلا خوف وخطر حجامت بنوائی۔ وہ اعلیٰ دماغی اور جسمانی صلاحیتوں کا مالک تھا۔ گو فلاسفی کی باریکیوں کو سمجھنے سے بالا تھا۔ وہ ڈیو کرائی سوسٹم (مشہور فلاسفر) (DIO CHRYSOSTOM) کو جس کے منہ سے فلاسفی کے موتی جھڑتے۔ ہمیشہ اپنے ہمراہ گاڑی میں لے جاتا۔ اور دیر تک اس کی پُر معارف اور موثر باتیں جو وہ ساحرانہ انداز میں کرتا سنتا رہتا۔ لیکن اکثر ٹریجن نے اس بات کا اعتراف کیا۔ کہ وہ اُس کی باتوں کی باریکیوں کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ شفاف ذہانت کا انسان تھا اور شاذ و نادر ہی اُس کے منہ سے حماقت آمیز بات نکلتی۔ وہ خود پسند تو تھا جیسا کہ ہر انسان ہوتا ہے۔ لیکن کامل طور پر بناوٹ سے عاری تھا۔ اس نے اپنے عہدے سے کبھی ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا۔ اپنے دوستوں کے ساتھ مل جُل کر کھاتا اور جی بھر کر پیتا پلاتا۔ گاہے گاہے طور وطریق کو بالائے طاق رکھ کر گنواروں اور دیہاتیوں کی طرح پیٹ پُوجا کرتا اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جنگلیوں کی طرح شکار کرتا۔ اہلِ روم اس کی اس بات سے بڑے خوش تھے۔ جب ٹریجن بیالیس برس کا ہوا تو وہ عنانِ حکومت سنبھالنے روم پہنچا۔ پلائنی صغیر (PLINY YOUNGER) کو اسے خوش آمدید کہنے کے لئے چُنا گیا۔ اس کے ساتھ ہی مشہور ومعروف فلاسفر ڈیو سوسٹم نے بھی فصیح و بلیغ زبان اور برجستہ انداز میں جو تقریر خوش آمدید کی تقریب میں کی وہ حکومت کے اسلوب کو چلانے کے متعلق تھی کہ ایک حکمران اور رعایا کے تعلقات میں کونسا فلسفہ پنہاں ہے جس پر عمل پیرا ہو کر جہاں ایک طرف حکمران کامیاب و بامُراد ہوتا ہے۔ تو دوسری طرف رعایا خوشحال ہو کر امن وامان کی زندگی بسر کرتی ہے۔ عدل انصاف دیانت اور نظم و ضبط جیسے بنیادی تقاضوں کو کیسے پُورا کیا جاتا ہے۔ حکومت کے کاروبار چلانے کے لئے کس قسم کے خاکے کی ضرورت ہے۔ اور اس خاکے پر عمل پیرا ہونے کے لئے کس معیار کے لوگوں کو چُنا جائے۔ اور اُن کی کارگردگی پر کیسے نظر رکھی جائے۔ دفاع کے لئے کیسے انتظام کرنا چاہیئے۔ فوج کو کس طرح چاق وچوبند رکھا جائے اور کس طرح اس کو تباہ کُن رجحانات سے بچایا جائے۔ ایک حکمران کو خود کس طرح چوکنا ہونا چاہیئے۔ وہ کس طرح طاقت کے غلط استعمال سے بچ سکتا ہے۔ حکمران کو کس قدر اور کس معیار کے صبر و تحمل کی ضرورت ہے اس کو مُلک اور قوم کے لئے کیسا نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ جس سے افراد کی عادات صحت مند رہیں اور حکمران کو کن کن باتوں کو صیغہ راز میں رکھنا چاہیئے۔ اور کیسے ایک حکمران کو رحم و مروّت حُسن واحسان کا نرم و نازک اور خوبصورت لبادہ پہن کر عدل و انصاف۔ نظم و ضبط کے زرّیں اصولوں پر چٹان کی طرح مستقل مزاجی سے کھڑا رہنا چاہیئے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مرتے دم تک ملک و قوم کو نااہل اولاد یا جانشین کے ہاتھ نہ سونپا جائے اور نہ ہی اپنی زندگی کے دوران دوستوں اور اولاد کی بدعملیوں اور حماقتوں سے ملک و قوم میں اضطراب کی کیفیت پیدا ہونے دے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں بڑے بڑے کامیاب حکمران اپنے جذبات کی نوعیت کو سمجھنے میں قاصر ہو جاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کس طرح شر و فساد اور قومی اور ملکی خرابیوں کو دریا کی صورت اختیار کرنے سے پہلے ہی منبع پر بند کر دینا چاہیئے۔ بادشاہ مالک نہیں ہوتا بلکہ لوگوں کا ملازم ہوتا ہے۔

اس کے مقابل میں پلائنی نے کہا۔ جو سب کی قیادت کرتا ہے۔ وہ سب کا چُنندہ ہو۔ جرنیل نے یہ سب کچھ بڑے غور اور مودب انداز میں سُنا اور وعدہ کیا کہ وہ ان نصائح پر عمل پیرا ہونے کی حتیٰ المقدور کوشش کرتا رہے گا۔

تاریخ میں ایسی نفیس اور خوشگوار ابتدائیں کوئی نئی باتیں نہیں ہیں۔ سب سے حیران کن بات یہ ہے کہ ٹریجن نے اپنے

وعدے کو پورا کر کے دکھایا۔ سب سے پہلے تو اس نے اپنے رفقاء کی تحویل میں وہ فالتو محل دیئے جن میں اُس کے پیشرو سال میں چند دن محض تبدیلی ماحول کی خاطر گذارتے۔ پلائنی نے کہا کہ ٹریجن کسی چیز کو اپنا نہ سمجھتا جب تک اُس کے دوست اس پر قابض نہ ہو جاتے وہ بذاتِ خود ویسپاسین کی طرح سادہ زندگی گذارتا۔ وہ اہم معاملات میں سینٹ سے ضرور مشورہ کرتا۔ ٹریجن ایک قابل اور انتھک منتظم تھا۔ اعلیٰ پائے کا عادل اور معاشیات کا ماہر تھا۔ اس کا اصُول تھا کہ ملزم کو بغیر سزا کے بچ جانے دو۔ ایسا نہ ہو کہ ایک بیگناہ کو سزا مل جائے اخراجات پر کڑی نظر رکھ کر اور فتوحات میں کثیر مال غنیمت حاصل کر کے وہ اس قابل ہو گیا تھا کہ تعمیر کے عظیم منصوبوں پر عمل کر سکتا۔

ٹریجن دنیا کے عظیم جرنیلوں میں سے ایک تھا۔ اُس نے رُومانیہ کو شکست دی لیکن کچھ عرصہ بعد اُس نے بغاوت کر دی جس پر ٹریجن نے دوبارہ فوج کشی کر کے اس علاقے کو اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔

ٹریجن نے پارتھیا پر جس کیساتھ روم کی ہمیشہ سے چپقلش رہتی تھی سبق سکھانے کیلئے حملہ کر دیا۔ تا کہ اُن تجارتی شاہراہوں کو اپنے قبضے میں لے آئے جو کشمیر، چین، بلخ بخارا اور وسطی ایشیا کی طرف جاتے تھے۔ ۱۱۳ء میں پوری سوچ بچار کے بعد آرمینیہ فتح کیا پھر دوسرے سال میسوپوٹیمیہ فتح کر کے خلیج فارس تک جا پہنچا۔ رُوم کی سرحد اب ہندوستان سے صرف پانچ چھ سو میل رہ گئی۔ ٹریجن آخری اور پہلا تاجدار تھا جو اتنی دُور آ پہنچا تھا۔ آخر میں اُس نے پارتھیہ کو بھی شکست دے دی۔ اس طرح جس طرح سکندر اعظم نے ایران فتح کیا۔ اب ایک نیا سکندر منظرِ عام پر ظاہر ہوا جس نے بحیرہ قلزم کے کنارے کھڑے ہو کر اس حسرت کا اظہار کیا کہ کاش وہ اس قدر بوڑھا نہ ہو چکا ہوتا کہ وہ سکندر اعظم کے نقش قدم پر دریائے سندھ تک نہیں پہنچ سکتا۔

انیٹونی کی طرح وہ تیزی سے فتوحات حاصل کرتا گیا اور بہت دُور تک چلا گیا لیکن مفتوحہ علاقے پر اپنا قدم نہ جما سکا۔ ٹریجن مشرقی ملکوں کی تیزی سے تسخیر کرتا گیا لیکن جب وہ واپس شام میں انیٹی اوچ (ANTIOCH) پہنچا تو پارتھیہ کے بادشاہ اوسروز (OSROES) نے وسطی میسوپوٹیمیہ (عراق) کو دوبارہ فتح کر لیا۔ تمام نئے صُوبوں میں یہودیوں کی بغاوت نے سر اٹھایا اور میسوپوٹیمیہ مصر لیبیا وغیرہ نے روم کی عملداری کو ماننے سے انکار کر دیا۔ ٹریجن نے میدان جنگ میں واپس آنے کی کوشش کی لیکن بڑھاپے میں جسم میں سکت نہ ہونے کی وجہ سے معذوری کا سامنا کرنا پڑا۔ مغرب میں برفانی اور مشرق کی انتہائی گرم علاقوں میں لمبا سال فوجی کارروائیوں سے ٹریجن اب کھوکھلا ہو چکا تھا۔ فالج کے حملے سے اس کے ارادے ٹھنڈے پڑ گئے اور ہمّت نے جواب دیدیا۔ آخر اُس نے لوسیئس کوائٹیس کو میسوپوٹیمیہ میں سرکوبی کے لئے بھیجا۔ مارکئیس ٹربا کو افریقہ میں یہودیوں کی بغاوت کو فرو کرنے کیلئے بھیجا۔ اور اپنے مشہور و معروف بھتیجے ہڈرین کو فوج کے ایک بڑے حصّے کی کمان دے کر شام میں متعین کیا۔ خود روم کی راہ لی لیکن راستے میں سیلی نس میں وفات پائی۔ اس وقت اس کی عمر چونسٹھ سال تھی۔ ٹریجن نے ۱۱۷ء تک انیس سال حکومت کی۔ ایک روائت کے مطابق حضرت عیسیٰؑ نے بھی ٹریجن کی وفات کے قریب کے زمانے میں ہی وفات پائی۔ حضرت عیسیٰؑ کے نہایت ہی قریبی اور معتمد حواری سینٹ جان نے بھی ٹریجن کے دورِ حکومت سو سال کے لگ بھگ وفات پائی۔

اتفاق کی بات ہے کہ پارتھیہ جس نے حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ نیک سلوک روا رکھا۔ اُن کی زندگی میں محفوظ رہا۔ اور ترقی کرتا رہا۔ اُن کی وفات کے معاً بعد مصیبتوں میں گرفتار ہو گیا۔

ٹریجن کے زمانے میں رومن ایمپائر وسیع ترین تھی۔ جُولیس سیزر کے بعد ٹریجن رومن ایمپائر کا سب سے بڑا فاتح تھا۔

ٹریجن کے بعد یکے بعد دیگرے دوسری صدی مسیح میں بڑے عظیمُ الشّان حکمرانوں نے رومن حکومت کی باگیں دانائی اور حکمت سے سنبھالے رکھیں۔ ٹریجن کے بعد ہڈرین نے ۱۱۷ء سے ۱۳۸ء تک حکومت کی۔ ہڈرین کے بعد انیٹی نینس پیئس نے بڑی خُوبی سے ۱۳۸ء سے ۱۶۱ء تک حکمرانی کی۔ اس کے بعد مارکس آریلیس نے غیر معمولی استعداد سے ۱۶۱ء سے ۱۸۰ء تک حکمرانی کی۔ اسکی یادداشت نپولین اور سائرس کی طرح بڑی تیز تھی۔ یہ عام رائے ہے کہ شہنشاہوں میں سے یہ سب سے نیک اور خُوبصورت تھا۔ اس کے مرنے کے بعد رومی اس کو بھی دیوتا ماننے لگے تھے۔ جیسا کہ اس وقت میں ایسے ہی عقیدے رائج تھے۔

رومن ایمپائر کی کہانی جہاں تک حضرتِ عیسیٰؑ کا تعلق ہے یہاں ختم ہوتی ہے۔

اء

ئی ماحول
ی سادہ
س کا
اصل

ن نے

آئے
ت تک
ے
ا کہ

غیر
روبار
ں
ال
ی کو
یک
ے
ے

دو صدیاں

امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب فرماتے ہیں

چودھویں صدی

ہمیں چودھویں صدی نے مہدی دیا۔ جس کے آنے سے محمّد صلے اللہ علیہ وسلّم کی قوّتِ قدسیّہ کی تاثیر سے زندہ خُدا کے ساتھ زندہ رشتہ پیدا ہوگیا۔ ہم میں محمّد صلے اللہ علیہ وسلّم کے محبُوب مہدی نے محمّدؐ کی محبّت دلوں میں گاڑی کہ دُنیا کی کوئی طاقت اب ہمارے دلوں سے محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبّت نہیں نکال سکتی۔ محمّد صلّے اللہ علیہ وسلّم کے محبُوب مہدی نے وہ قرآن دوبارہ ہمیں دیا جو کہ دوسروں نے کپڑوں میں لپیٹ کر رکھّا ہُوا تھا۔ اور ہمیں یہ علم عطا کیا کہ ہر آنے والی نسل اور زمانے میں پیدا ہونے والے نت نئے مسائل کا حل معلُوم کرنے کے لئے صرف اور صرف قرآن کریم ہی ایک کتاب ہے جس میں ہر دَور کے مسائل کا حل موجُود ہے۔ اِس صدی میں اسلام کیلئے زندہ جوش پیدا ہُوا۔ کہ ہم اس کی خاطر اس کے رسُول کے نام کو دُنیا میں پھیلائیں۔ اور دُنیا کے دل اللہ تعالیٰ کا حُسن پیش کرکے محبّت اور پیار سے جیتیں۔

(الفضل ۸ر نومبر ۱۹۸۰ء)

پندرھویں صدی

اللہ تعالےٰ نے مجھے بتایا ہے کہ پندرھویں صدی میں کیا کچھ ہونے والا ہے۔ اور آپ اور آپ کی نسلیں دیکھیں گی۔ انشاء اللہ کہ یہ سب کچھ کس طرح رونما ہوتا ہے۔

(الفضل ۱۳ر نومبر ۱۹۸۰ء)